بعنوان صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

[illegible] اردو فارسی مسمی بہ + یعنی دیوان شاعر شیرین زبان [illegible]

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بطبع [illegible] مقبول چھپا ہوا

رفاہ دوست خاص و عام بلکہ خیر خواہ کافۂ انام مالک مطبع اودھ اخبار **نولکشور** نام ناظرین با تمکین کی خدمت والا مین گزارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین دیوان غزل کنور **کشن کمار** وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع مین طبع ہوا و بعون و صون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند ہر طبع ہوا اگر اس مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اس واسطے ستودگی و محمودگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن کے کر کے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اُس کے ادا کا ہی۔ بحکم شوق مختصر سی مختصر حال فرخ فال کنور صاحب باندازہ اپنے علم و آگہی کے بے سر گوشی خامہ قلمبند کرتا ہون اور تکلیف تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون۔ **کنور کشن کمار** صاحب وقار مہین فرزند رائے **پردمن کشن** صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون کے ہین۔ مورث اعلی کو **محمد شاہ** پادشاہ دہلی نے خطاب رائے سے سرفراز فرمایا کہ عہدۂ وکالت پر مراد آباد مین امتیاز و اعزاز بخشا اُس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی رائے **آتمارام** عہد دولت مہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت چکلہ داری چودہ محال بجنور پر سر بلند و ارجمند ہوئے۔ جب یہ ملک تقسیم دس آنہ و شش آنہ مین کمپنی انگریز بہادر کے قبضۂ دخل مین آیا رائے آتمارام عہدۂ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر کہ اُس وقت یہی عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کر کے اضلاع مراد آباد و بجنور و بدایون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضال الٰہی اب تک بدستور رہے بلکہ اُنھین کی برکت و نیت سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کہ خیر سگالی روسا و عمائد کے واسطے ایک عیار کامل تھا رائے پردمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے ساتھ زور دکھائے اگر یہ حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دوسرا دفتر تیار ہو جائے لہذا مجملاً کیفیت لکھتا ہون کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب **مجسٹریٹ بہادر** مراد آباد اور کارنیگل

صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے راے صاحب نے عمدہ شائستگی سے انجام دیے جیسا کہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مراد آباد مین سپاہ نے آتش بغاوت بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی رائے صاحب کسی پیرایہ سے شریک کردار ناہنجار کے نہ ہوئے جادۂ خیر خواہی پر ثابت قدم رہے گو کہ اُس وقت انواع انواع قسم کی تکلیف پہونچی یعنی باغیون نے فیل و اسپ و جھگڑا و دیگر اسباب پر دست غارت دراز کیا۔ جب والی رام پور نے بحکم حکام انگریزی ضلع مراد آباد و بجنور کا بندوبست کیا رائے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے ہنگام تسلط نواب صاحب بہادر ہنگامہ باغیون مین راے صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم ذاتی باغیون سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلاپٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور دو گھوڑے باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر معقول سرمایہ بحفاظت اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرض کہ اس ضلع کے خیر خواہان انگلیشیہ مین نہایت ناموری نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلدو مین حسن خدمتی و خیر اندیشی کے سرکار نے کمال قدردانی کے ساتھ سند مالگذاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب رشک دشمنون کا ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین کمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رائے صاحب بجمیع صفات موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رائے صاحب عقیل عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحم دل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری جاگیر ہے بجائے چاکر متوفی اُس کا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بددور ماشاء اللہ کنور صاحب خلف الرشید ہین کہ رائے صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی و کرم و عنایت مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے اور ہمیشہ توفیق نیک رفیق رکھے آمین ثم آمین

نقل پروانهٔ محکمهٔ عالیهٔ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مهر محکمهٔ عالیهٔ گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی
۱۸۵۹ء

دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت پرمن کشن تعلقه دار ساکن مراد آباد مورد مراحم والا باشند

درینولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بهادر روهیلکهنڈ مرقومهٔ ۶ دسمبر ۱۸۵۸ء نمبر ۲۴۹ بحضور معدلت دستور بندگان فیضان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بهادر دام اقباله مبرهن و هویدا گشت که آن عوالی مرتبت بایام بلوهٔ باغیان شقاوت شعار بحضور صاحبان انگریز بهادر مقیم کوه نینی تال و میرٹهه اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد و خورد و نوش وغیره فرستادند و نیز زر مالگذاری سرکار پیشگی ادا نمودند و از حسن ارادت و عبودیت خویش انتظام سه پرگنه باحسن الوجوه کردند چنانچه دریافت اینهمه مراتب خیرخواهی و دولت سگالی سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب محتشم الیهم گردیده و برای عطای زمینداری جمعی سه ۳ هزار روپیه حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوست لهذا حسب فرمان افاضت توامان نواب صاحب مفخر الیهم پروانهٔ کرامت نشانه هذا جهت اعلان رضامندی نواب صاحب معظم الیهم بآن عوالی مرتبت مرحمت میشود تا موجب فخر و مباهات بین الاماثل والاقران گردد فقط مرقوم ۲۰ جنوری ۱۸۶۰ء

بعون صانع کمین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار
بہارستان

۱۹۱۳ء

[illegible] مسمی بہ ✦ یعنی دیوان شاعر شیریں زبان [illegible]

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مقبول چھپا ہوا

تعداد اشعار ۹	بسم اللہ الرحمن الرحیم	شمار غزلیات ۱

ردیف الف

احسان بے کرانہ ہے یہ کردگار کا
مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر
یہ رنگ وہ ہے خون ہو جس پر ہزار کا

دیر و حرم مین جلوۂ وحدت ہی آشکار
زنار و سبحہ مین بھی نہین فرق تار کا

بمثیل و بے مثال ہی خالق ہی خلق کا
محتاج وہ نہین ہی کسی کاروار کا

یہ زرد و سرخ جلوۂ صنعت اُسی کا ہی
وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سے
آیا پسند اُس کو طریق انکسار کا

رازق ہے رزق کیڑے کو دیتا ہی سنگ مین
صادق اُسی پہ لفظ ہے پروردگار کا

ہے قہر اُس کے نور مین ہی مہر نار مین
جل جای کوہ نور سے ہو باغ نار کا

۱۱	لکھے وقار کیا کوئی اُس کی ثنا و حمد کہسار کو اُٹھائے یہ مقدور خار کا	۲

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہو گیا
یہ تماشا ہی نیا مقتول قاتل ہو گیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہو گیا
میرا نالہ قفل منقار عنادل ہو گیا

آنا جانا پاس تک پہلی بھی کچھ آسان نہ تھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہو گیا

رحم فرمایا جو اُس بیداد گر نے حال پر
قتل گاہ حسرت و ارمان مرا دل ہو گیا

امتیاز زلف افشان کا مجھے پر نہین ہے یار کے
یہ اچنبھا ہے عرض جوہر مین شامل ہو گیا

کُھل کے بیٹھو بیحجاب آنکھین ہماری بند ہین
ازدحامِ شوق نظارہ کا حائل ہو گیا

روک سکتے ہین نظر کو کب مرے تار سرشک
بحر کس کن موج سے پا در سلاسل ہو گیا

وحدت و خلوت مین لذت کثرتِ جلوت کی ہے
آنکھ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہو گیا

یان تصرف عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کی
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہو گیا

اک حسین کا ہے تصور دل مین ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہو گیا

۳ بند کر کے آنکھ پا دست زکی پر رکھ دیا
ای وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہو گیا ۱۱

ہم نے جب مضمون باندھا ابروِ خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہو گیا تلوار کا

مر گیا ہون دیکھکر مین آبِ دندانِ صنم
غسل کو میت کے پانی ہو دُرِ شہوار کا

عین نرگس کا بنے گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچے گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صد چاک مین ہے نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہے مرغ آتش خوار کا

جنبشِ لب مین ترے ای ترک ہے قینچی کی کاٹ
ہے پیامِ مرگ ہلنا ابروِ خمدار کا

زخم وہ آئینہ رو دیکھے تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیرا ہو پھاہا مرہمِ زنگار کا

نکہتِ گل کا کسی نے آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت تجھے حسنِ وفا ہو یار کا

نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط مین ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روئے رنگین کا ترے
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کے خار کا

۴ — ۱۱

بار دیگر قحط لگا یا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی لکھنا کچھ وقار اشعار کا

مین نہین کھانے کا دھوکا کافرِ دیندار کا
بھید سب مجھ پر کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ ترے رخسار کا
ہو گیا آئینہ پر دھوکا مجھے زنگار کا

پا بگل ہو جائیگا حیرت سے کبک خوشخرام
دیکھکر عالم تمھارے پائے کج رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائے بھی وہ شوخ
بند مرغانِ چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہی
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل مین جا غم کو نہین کاہیدگی ہجر سے
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

روکشِ انجم ہی ہر ذرہ مرے ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کس کے چاند سی رخسار کا

خوب لوٹے گا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خالِ سیہ ہی یار کے رخسار کا

زلف شبگون نے دل روشن کو گھیرا ہی مرے
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کھا گیا مین صاف دھوکا باغ مین سوتا ہی سایہ کسکے
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوئے خمدار کا

۵ | ۹

چشمِ ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سے عین غفلت مین ہوا ہشیار کا

کس کس بلا سے شب دلِ حیران دوچار تھا
ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا

لے وعدہ رات گھر مرے آیا وہ سنگدل
تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا

تارے تھے کفِ حباب فلک کہکشان بجرا
شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا

یان آہِ آتشین کی زیارت لگی تھی رات
ہنگام گرم سازِ دلِ داغدار تھا

سودائے چشمِ یار مین دل کا کہان سراغ
وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا

ای کاش آئے فاتحہ کو میری قبر پر
حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا

در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر
کیا جانے کس کے آنے کا شب انتظار تھا

نکلی نہ آرزو دلِ حسرت پرست کی
مین تم سے ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۶ | ۱۱

مٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اُس بیوفا کے دل مین قیامت غبار تھا

فریاد مری سنتے ہی وہ بام پر آیا
اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا

آئینے مین عکس اُس کے جو رخ کا نظر آیا
پھبتی کہی خورشید فلک سے اُتر آیا

جب مر گئے ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا
جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا

جس روز سے دل اُس بتِ خودکام پر آیا
کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا پرایا

لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہی کیون لٹ
دل جھونکا ہوا کا ہی یہ آیا جدھر آیا

پھر سینچے اسے پیر فلک آب تبر سے
پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مرے بھور کا پیغام
وہ اُٹھے اُدھر اور مجھے غش ادھر آیا

یہ شوق بڑھا ہی یہان آئے جو فرشتہ
کہنے لگون دل سے کہ آرے نامہ بر آیا

اُٹھتے ہی در یار سے رستہ جو گیا بھول
کترا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم کی
جس وقت یہان یار کمر باندھ کر آیا

کوتاہ وقار اپنی یہ تھی آج شب وصل
ہمراہ مہر شام کے وقت سحر آیا

کبھی جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا
تو میری آنکھوں مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جوہر ذاتی نظر نہین آتا
وگرنہ کون ہے جس کو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا
مثل ہے شاہ فقیرون کے گھر نہین آتا

بڑھی ہی یاس یہان تک کہ میرے بالین پر
سوا اے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ تنگ خلائق کہ میری میت پر
بغیر نالہ کوئی نوحہ گر نہین آتا

دو رنگیون سے زمانہ کی بس کہ نفرت ہے
پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جعد کبھی اُن کی ڈھل کی ایڑی تک
یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمنا ے دل ہوئی حاصل
یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھوں مین ایسے جو گورے گورے گال
نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہے کس طرف وہ شوخ
خدنگ ناز کبھی اب ادھر نہین آتا

۸ نہین ہی طالع قاصد مین بازگشت وقار
جو پاس اُس کے گیا لوٹ کر نہین آتا ۱۳

اک چسکی می کی جبکہ نہ ہو جام تنگ کا
ہی مجکو پاس نہ ہر کے ناموس و ننگ کا

ہی دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہی سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھی ہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین موے مژہ کی چُبھائیے
ہان ہو نشانہ دل بھی نگہ کے خدنگ کا

پرچھاوان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمھاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گر اُس غزال چشم کی فرقت مین آئے نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھ مین ای نور چشم ظلم
اچھا نہین ہی مورچہ خنجر مین زنگ کا

اک ایک شعر کا مرے مضمون ہی چلبلا
دل مین خیال ہی جو کسی شوخ و شنگ کا

شیرین وہ حسن یار کا ہی جس کے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

سمجھے نہ کوئی خلق مین مانی مری شبیہ
وہ لاغری مین چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سے بھی بڑھ کے جہان تک ہو ظلم کر
ہوتا ہی حوصلہ اسی سن مین امنگ کا

۹ ہوتی ہی پھر وقار سے جو آشتی و صلح
ای خانہ جنگ ہم سے ہی پھر قصد جنگ کا ۶

کب نہ سودا ترا ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

وہ یہ کہتے ہین کہ ننگ آتی ہی تجھ سے ملتے
تو سدا فرقۂ عشاق مین بدنام رہا

واے قسمت جو گیا اُس کے مکان تک قاصد
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا

چھوڑ دے اپنے تو سر پر سے تصدق کر کے
مجھ مین باقی نہ کچھ ای گردش ایام رہا

وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا
وہی غمزہ ترا ای دشمن آرام رہا

١٠ منتین کین تو نہ مانے جو مین روٹھا تو وقار
خود اُدھر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا ٥

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
ہوا آئینہ دست گلچین کا

چاند سے منھ کا بوسہ لے لون گا
پھول توڑون گا آج نسرین کا

رخ گل غازے کا نہین محتاج
کیون ہوا اُس بت کو شوق تزئین کا

رکھ نہ اُس سے امید وصل ای دل
بو کبھی دے نہ پھول قالین کا

١١ غیرت آئنہ ہین شعر وقار
خوف کس کو ہے چشم بدبین کا ٩

شور ہے اُس کی خوش ادائی کا
سب کو سودا ہے آشنائی کا

اُس کے وعدے کا اعتبار ای دل
جس مین جوہر ہے بیوفائی کا

نعل ہی ماہ نو ستارہ مہر
گل ہی گل اُس کی زیر پائی کا

روز دو چار خون کرتا ہے
یہ کلاوہ تری کلائی کا

ہو گی نالے سے میرے یہ ہمسر
منھ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

آئینہ سے مقابلہ ہر دم — ہے یہ سامان خودنمائی کا

ان بتون کے اگر زبان ہوتی — دعوے کر بیٹھتے خدائی کا

آب حیرت مین آئینہ ڈوبا — روے جانان ہے اس صفائی کا

۱۲ گھر پر آیا ہوا تو رہ وک وقار
وقت ہے بخت آزمائی کا ۶

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا — بنی جان پہ یان کچھ نہ بگڑا کسی کا

دیا ہم نے دل دے کے بوسا کسی کا — ہوا سستے مولون پہ سودا کسی کا

وہ خود کام تم ہو کہ یہ وا نہین ہے — برا ہو کسی کا کہ اچھا کسی کا

اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے — یہ رسوائی کا ہے ڈھنڈورا کسی کا

مین گل کھاؤن یکدست ہاتھون پہ اپنے — اگر ہے تجھے چڑھ جاے چھلا کسی کا

۱۳ وقار اپنے دم سے مین رکھتا ہون مطلب
نہ طالب کسی کا نہ شیدا کسی کا ۷

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا — دیکھ کر ہر نونہال باغ پتانے لگا

روبرو آتے ہی آئینہ کی چھاتی پھٹ گئی — حسن بالادست پر وہ شوخ اترانے لگا

دشت وحشت مین ترو وحشی کو جوش آ گیا — دست خرگان سے کف پا غول سہلانے لگا

گنبد گردون کو تھا گردش پہ اپنی گو غرور — دیکھ کر چکر مرے پائون کے چکرانے لگا

یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین — آ گیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اُٹھون گا اکدن شعلۂ خس کی طرح — استخوان وہ آتش فرقت سے سلگانے لگا

۱۴
سایہ بھی جو دیکھا اگر ہمراہ اُس کے ای وقار
شک نے کچھ کانو مین پھونکا رشک بس آنے لگا
۵

بعد مردن ساتھ میرے میرا سودا جائیگا — ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جائیگا
آنکھ جھپکائے گی نرگس چشم تیری دیکھکر — گل سے عارض کے بھی آگے پھول تپا جائیگا
تاڑ لے محفل مین او بے دیدہ دزدیدہ نظر — ہم ہین انسان مردمی کے ساتھ دیکھا جائیگا
روے رنگین کے مقابل لالہ داغی ہوا — پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جائیگا

۱۵
کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر خیدے وقار
ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آ جائے گا
۷

باغ مین کیا وہ پری پیرہن اُترا — کیون ترا منھ ہے اک سمن اُترا
داغ دل سے مین پُر نہال ہوا — دل سے بلبل کے پھر چمن اُترا
جب کفن کی نئی ملی پوشاک — تب مرا جامۂ کہن اُترا
عرق جسم یار تھا کہ شہاب — ہو گئے گل رنگ پیرہن اُترا
اُس کو سمجھا مین نعمتِ منعم — جب فلک سے غم و محن اُترا
چڑھ گئی آنکھ پہ کمر اُس کی — دل سے میرے اگر دہن اُترا

۱۶
یہ لگا دل وقار غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اُترا
۵

مین بے وفا نہوا اور وہ باوفا نہ ہوا
قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

گہے جگر مین گہے دل مین گاہ جان مین رہا
ملا ہر ایک سے وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف جسم صنم نے مجھے کیا ایسا
برنگ سایہ مین اُٹھکر کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ہلتے ہی ہوا بھونچال
مین کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

۱۷
وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کھانے سے اُلو کبھی ہما نہوا
۵

کون کہتا تھا کہ غربت مین وطن ہوجائیگا
عشرت شادی مجھے رنج و محن ہوجائیگا

کاٹ سر میرا مرا ہلکا بدن ہوجائیگا
کام میرا نام تیرا تیغ زن ہوجائیگا

گر اُٹھے تم بیٹھ جائین گے ہزار دن گھر ابھی
حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہوجائیگا

یاد بھولے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر
صاف بت پتھر کا ترشا برہمن ہوجائیگا

محتسب توڑیگا تو یہ چشم ساقی کے حضور
دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہوجائیگا

گر یہی ہی گرمی بازار خال روے دوست
کم تلون کی ہوس سے مشک ختن ہوجائیگا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا
جامہ عریانی کا ہلکا پیرہن ہوجائیگا

مرنے پر بھی محو ہونے کے نہین داغ جگر
یہ نہین وہ مہر و مہ جن کو گہن ہوجائیگا

۱۸
حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہوجائیگا
۱۱

طفل عاشق ہی ترا پیر ہی شیدا تیرا
کون عالم مین نہین چاہنے والا تیرا

آنکھ ڈالے نہ کہیں چاہنے والا تیرا
اپنی پہچان سے گزرے ہی شناسا تیرا

کونسا دل ہی کہ جسکو نہیں الفت تیری
کونسا سر ہی کہ جسکو نہیں سودا تیرا

ہی اگر زلف سیہ شان نزول واللیل
سورۂ شمس کی تفسیر ہی چہرا تیرا

ہی قسم تجکو لہو کی مرے مہندی نہ لگا
خود بخود ہی گل روے سبدی پا تیرا

دھوپ چھانے ہو وہان فرش کا لوگون کو گمان
جس جگہ عکس پڑے ای گل رعنا تیرا

گل نو خیز ہی تو بلبل بدمست ہون مین
عشق حصہ ہی مرا حسن ہی حصا تیرا

رخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے
اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا

جان وایمان دو عالم ترا بیعانہ ہی
تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا

عمر بھر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم
سر سے سودا نہ گیا زلف چلیپا تیرا

۱۹	تو جو تسلیم سے اُستاد کا شاگرد ہوا ای وقار اس سے ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا	۹

خواب مین پھر کوئی مکھڑا چاند سا دکھلا گیا
چھپ کے آیا آتش دل کو مرے بھڑکا گیا

مین گیا پیچھے ترے دنیا سے تیرا کیا گیا
جو نہ کہنا ہو وہ کہ جاتا ہی ہر آیا گیا

بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا تو سر چڑھا
جب کہا کچھ اور مین نے بولے کیا اترا گیا

اُس کے پستان کو جو پکڑا مین نے تو وہ ہنس پڑے
پھول پیچھے پایا پہلے پھل مرے ہاتھ آگیا

اب ترے بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم
سانس ادھر آئی ادھر اُس کا بدل نقشا گیا

بال کی رسی ہی پھانسی کے لیے زلف دراز
جو ہوا گیسو کا عاشق اُسمین لٹکایا گیا

نقل کرتا تھا مرے رونے کی ہنس ہنس کر وہ شوخ
جب دکھایا آئینہ مین نے تو وہ تمتما گیا

ورد دل سے گر کراہون مین تو وہ بدخو کہے
ایسا چلاتا ہی کافر مغز میرا کھا گیا

۲۰ رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہو گیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا

جانتا ہون مین خوب حال ترا
تو کہان ہے کدھر خیال ترا

متحرک الف سے ہے تیرا قد
نہین ممکن ہے اتصال ترا

سرو آزاد ای گل تر سے ہے
سایۂ قد بے مثال ترا

کارفرما ہے تصور سے
ہجر مین بھی رہا وصال ترا

سارے عالم کے نقص ہین تجھ مین
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا

دل مین کچھ ہے زبان پہ کچھ ہی
حال کے ہی خلاف قال ترا

۲۱ اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار
تجکو کھا جائے گا ملال ترا

امتحان جب کیا ہر چاہنے والا بھاگا
ہان مگر ایک نہ جانباز تمہارا بھاگا

دل نہ تھامے سے تھما اور نہ روکے سے رکا
شب فرقت مین مجھے چھوڑ کے تنہا بھاگا

دل نے کی پہلو تہی لے گیا کروٹ وہ شوخ
ہی یہ سچ اپنا جو کھسکا تو پرایا بھاگا

دیکھا جی بھر کے نہ دل کھول کے آنکھین سینکین
خواب مین بھی جو ملا یار تو ایسا بھاگا

ناتوان کیا کوئی جھیلے جو کڑی دھوپ پڑے
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بھاگا

یاد آتے ہی ترے ساتھ کا سونا ایجان
کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن
ہو کے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا
فتنۂ حشر جسے دیکھکر اُلٹا بھاگا

۲۲
خوب تم نے بھی وقار آج بقول اُستاد
ہر جگہ ساتھ نئے لطف کے باندھا بھاگا
۱۲

غم مرا آپ اگر کھائیے گا
یہ نہ امید تھی جب آئیے گا
کس نے کی پنجہ مرجان کی جلا
یہ نہ ہو وقت نکل جائے کہین
دل کو رکھیے گا کف رنگین پر
رات کے بوسون سے ہین نیلے گال
سوز فرقت سے سراپا میرا
مہربان عرض کرون کل کے دن
کِر کِرا کھاؤ گے ورنہ صاحب
مول سے سود ہے پیارا مجکو
اب مین کہہ بیٹھون گا ایذی ہنیڈی

ابھی غم خوارون مین کہلائیے گا
غیر کو ساتھ لگا لائیے گا
مہندی ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا
بات رہ جائے گی رہ جائیے گا
آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا
منھ پہ یارون سے نہ کہوائیے گا
شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا
چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا
خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا
اپنا معشوق بھی بلوائیے گا
بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار
اپنا اب آپ بھی چھپوائیے گا

۲۲	**ردیف بائے موحدہ**	۷

ہین شب غم دل وجگر بیتاب	رشک سیماب و برق ہر بیتاب
مضطرب جان ہی مگر بیتاب	ایک ہین اور ادھر اُدھر بیتاب
سنگ ہین تو نہو شرر بیتاب	میرے سینے مین دل ہی پر بیتاب
مضطرب حال صبح سے تا شام	شام سے دل ہی تا سحر بیتاب
کیا بیان ذکر مرغ بسمل کا	مجھ سے بڑھ کر ہی وہ مگر بیتاب
لکھون خط ہین جو دل کی بے چینی	مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

۲۴	ہین ہون مضطر **وقار** بستر پر یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب	۱۱

ملا لب سے مرے اب تو ذرا لب	کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب
نہین ہی یان ہوا سے چشمۂ خضر	تمھارے ہین مجھے آب بقا لب
جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا	کہ لازم ہی تعشق روح و قالب
لیے منہ ہین ادھر صحت ادھر تھی	مگر ہین یار کے حب الشفا لب
نہو گا سینہ تاب اے یار سینہ	نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب
خموشی ہین ملا گوہر صدف کو	نہ پایا کچھ ہوے جس وقت وا لب
ابھی مقراض سے پرزے اڑا دون	جو ہون حرف غرض سے آشنا لب
نہین ہی چشم خونی کا ترے خوف	مسیح عہد ہین معجز نما لب

فلک پر چار سو آئین کا غل ہو جگہ ملتی نہین حرف طرب کو		ملین میرے جو ہنگام دعا لب غمون سے سینہ و دل ہین لبالب
٢٥	وقار اللہ دے آب گہر بھی جو بخشے ہین صدف کے بے صدا لب	٥
منہ لگاتے ہی ترے ہی جام سے باہر شراب گر نہ پی ای محتسب تو پی مگر یہ تو بتا ہی تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم چوکھی سے چوکھا ہی ٹہرا دست ساقی کا مجھے		ہی کم ظرفی کے کو کھلاتی ہی یہ جوہر شراب ڈھائے گی کیا قلعہ اسلام چلو بھر شراب پینے جب بیٹھے تو پی اٹھے گھڑے بھر بھر شراب ورنہ اعلی قسم کی بدتر سے ہی بدتر شراب
	ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار مجکو کڑوی نیب کے پتون سے ہی بڑھکر شراب	
٢٦	**ردیف بائے فارسی**	٨
رخ سے لٹ زلف کی ہٹائین آپ قہر ہی ہم سے منہ چھپائین آپ چاند سا منہ مجھے دکھائین آپ ہم بھی جائین گے آج اور جگہ ایسے شوشے نہ پیش جائین گے سو رہین یان خدا پہ کر کے نظر		تیرہ روز ون کی شب گھٹائین آپ ٹھنڈی آنکھون سے دل جلائین آپ آگ دل کی مرے بجھائین آپ گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ کوئی فقرہ نیا بنائین آپ دل مین کچھ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکتور سے ناک بھون غیر پر چڑھائین آپ

۲۷ کوئی جاکر وقار سے کہدے
کو چۂ عشق مین نہ جائین آپ ۹

ردیف تاے فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات کہتا ہی کچھ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات
شیرین زبان ہین کتنے وہ فضل الٰہی سے میٹھی لگی ہی کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات
پس پس کے غم سے خون ہوا گو دل حنا سرخی پاے یار کی ہر گز نہ پائی بات
اکبار بھی نہ کہ سکا لکنت کی وجہ سے سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات
نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ سب بول چال کی تمھین ہم نے سکھائی بات
مین نے کہا کچھ اُس سے تو غیرون سے کہدیا کم سن تھا اس سے دل مین نہ اُسکے سمائی بات
بے اختیار رونے لگا منھ چھپا کے وہ مرنے کی میرے بزم مین اُسکے جو آئی بات
اُس غنچہ لب کا کچھ یہ دہن تنگ سا ہی تنگ سو بات گر کہی ہین تو اک کان آئی بات

۲۸ کوتاہ تھی وقار یہ میری شب وصال
بس صبح ہوگئی کوئی ہونے نہ پائی بات ۱۰

عیان قد سے ہین آثار قیامت سراپا ہین وہ اسرار قیامت
نہین کھلتا نقاب روے دلدار نہین ڈہتی ہے دیوار قیامت
تمھاری زلف ہے دیوان محشر تمھارا قد ہی سرکار قیامت

بہار کشتگان ہے قتل گہ مین
کھلا پھولا ہے گلزار قیامت

متاع عدل کی سوداگری ہو
کھلے جس وقت بازار قیامت

وہ ترک آج آئے تو برسون مین آئے
کہ ہی رفتار رفتار قیامت

ازل سے ہی ملاحت کا ترے عشق
قدیمی ہون نمک خوار قیامت

ہجوم خلق ہی کوچہ مین اُس کے
مگر ہی آج دربار قیامت

تماشا ترے مقتل کا جو دیکھے
کرے منکر بھی اقرار قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہے عزادار قیامت

۲۹	ردیف تاے ہندی	۷

سن تمیز سے سوتا ہون ایک ہی کروٹ
دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ

شب فراق یہ دل کے کرب کی کھٹ کھٹ تھی
نہ آئی نیند اُسے تا سحر کسی کروٹ

جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ
نہین ہی شکوہ اگر اُس نے پھیر لی کروٹ

ضعیف غم مین ترے اس قدر ہوئی قوت
ہوا اُدھر کا جدھر میری پھیر دی کروٹ

لپٹ کے سوئے گا وہ خط تو اماں کی طرح
مرا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ

مین وہ نہین ہون کہ ہو نے دون اُسکی ہٹ پوری
پھر جدھر سے سولا دون اُسے اسی کروٹ

۳۰	وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی نہ رکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ	۵

ردیف ثاے مثلثہ

وصل کا آپ نے پہلے کیا اقرار عبث		بعد اقرار کے ای یار ہی انکار عبث
کیا نہ تھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی		رکھا زخمون پہ مرے مرہم زنگار عبث
خلق سب لے موت موئی ابرو و مژگان پہ ترے		ہاتھ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث
پیشتر پیس چکی چشم کی تیرے گردش		اب مجھے روندتی ہی شوخی رفتار عبث
٢١	کیا پڑی ایسی کسی کو جو سُنے کوئی وقار طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث	٥

ردیف جیم تازی

جس دن سے صاف مجھ سے ہوا یار کا مزاج		بگڑا ہوا ہی چرخ ستمگار کا مزاج
سرمہ کیا جو ترک مکدر ہوئی وہ چشم		پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج
کاوش طلب جو پائے مرے پا کے آبلے		ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج
ای یار یاد رکھ کہ نہین دل مین تاب ضبط		ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار کا مزاج
٢٢	اپنے مزاج خوش کی سناؤ نوید تم پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج	٥

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ		ہر افگنون کو ہو نہ دم کارزار سوچ
نکلے نہ کام رونے سے اب ای دل حزین		ہم نے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اُلجھا اگر ہی وہ گل تر خار خشک سے
ای دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ

ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین
بیفائدہ ہی کوئی گرے اب ہزار سوچ

۳۳
خامہ اُٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہم کو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بےپیر نہ کھینچ
یک قلم خط ستم پر خط تقدیر نہ کھینچ

دل بیتاب کی تسکین تو ہونے دے ذرا
میرے پہلو سے کماندار ابھی تیر نہ کھینچ

صدمہ پہونچے نہ کلائی کو کہین او قاتل
دست نازک ہی ترا زور سے شمشیر نہ کھینچ

آتش رشک سے جلجائیگا پروانہ ابھی
بزم مین منھ سے زبان شمع کی گلگیر نہ کھینچ

کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
نرگسی چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ

دور کھنچتا ہی تو عشاق سے کھنچ ای مانی
ورنہ بےچو چلے اُس شوخ کی تصویر نہ کھینچ

نگہ تیز نہ ہو جیب کھینچے ابروای ترک
اس کمان مین تو خدا کے لیے یہ تیر نہ کھینچ

۳۴
جل نہ جائین کہین خرگاہ سماوات وقار
آہ پرسوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ

ردیف حاے حطی

ساقی شتاب دے مجھے جام شراب صبح
گردش مین آگیا قدح آفتاب صبح

ہی تجھسے زندگی مری ای آفتاب رو
خورشید کے وجود سے ہی آب و تاب صبح

پائے کوئی حسین نہ آگے ترے فروغ
چمکے نہ پیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تو یہ آفتاب کی داغ جگر مین ہی — ہی صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح
اُس صبح رخ کو شام کے پردے مین دیکھکر — کی اصطلاح زلف کی ہم نے نقاب صبح
موے بدن سفید ہوے چونک آنکھ کھول — اچھا نہین ہی ای دل بیہوش خواب صبح
آئینے مین نہ چوم رُخ پُر عرق کا عکس — ای مایۂ حیات ہی ممنوع آب صبح

۳۵
سچ ہی وقار حضرت کشفی کا یہ سخن — چون گل شگفتہ غنچۂ دل از سحاب صبح
۱۶

کسی کا ہی مجھ پر عتاب اس طرح — خدا کا نہو گا عذاب اس طرح
کبھی ساتھ نالے کے روئین جو ہم — نہ گرجے نہ برسے سحاب اس طرح
ہوا نے تمھارے کیا گرد باد — ہوئی میری مٹی خراب اس طرح
گل تر کا تختہ ہر ایک صفحہ ہو — بھرون وصف رخ سی کتاب اس طرح
تکلف کو تکلیف بس دے چکے — ستم وصل مین ہی حجاب اس طرح
کمر بال سے پتلی بل کھائے گی — نہ دو موے گیسو کو تاب اس طرح
شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم — سر شام سے آیا خواب اس طرح
مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور — کرون اپنے دل کو کباب اس طرح
پڑی چھینٹ خون کی نہ جلاد پر — رہا ضبط مین اضطراب اس طرح
اگر دیکھتا داغ دل کے مرے — چمکتا نہ پھر آفتاب اس طرح
جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار — نہ خوشبو ہو عطر گلاب اس طرح

مجال آئینے کی جو ہو روبرو — چڑھا اُس کے منہ پر نقاب اس طرح
لنڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے — پلا آج ساقی شراب اس طرح
لکھا زلف کو روز عارض کو شب — ہوا عقل کا انقلاب اس طرح
قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب — ہوا رخ سے روشن نقاب اس طرح

۳۶ کہو آج حضرت سے چل کر وقار
کہ لکھتے ہین صاحب جواب اس طرح ۱۲

ناتوان عشق کمر مین ہی بدن مو کی طرح — یاد گیسو مین پریشان ہوئے گیسو کی طرح
رنگ و بو گل مین نہین ہی ترے عارض کا سا — خم و خم سرو مین کب ہی قد دلجو کی طرح
کیا کسی کاکل مشکین کا بسا ہی جلوہ — آنکھ جو کھلتی نہین نافہ آہو کی طرح
ہمسری تجھسے کرے جو سہی بالا ای گل — پا بگل اشک سے ہو سرو لب جو کی طرح
تیر مین نوک نہین ہی ترے مژگان کی سی — تیغ مین بھی خم و برش نہین ابرو کی طرح
ای خدا جس مے کہ اُس حور کا سر گوندھائے — چاک سینہ ہو مگر شانۂ گیسو کی طرح
باز اگر دیکھے کماندار ہی چشم قاتل — سہم کر گر پڑے شاہین ترازو کی طرح
یار کے چشم سخن گو کی یہ موزونی ہی — ہین چھدے دل مین مژہ تیر ترازو کی طرح
تیغ بھی اُن کے منہ پہ کبھی رک جاتی ہی — سخت دل وہ بھی نہین آئینے رو کی طرح
جب مین کرتا ہون رقم وصف ترے بانو نکا — سطر پیچیدہ نظر آتی ہی گیسو کی طرح
تول کر باز نظر مین تری چشم خون ریز — گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

۳۷
چمن دہر مین ہم کون رہا مجھ سے وقار
دہی دماغون مین گل اندامون نے جا بو کی طرح
۵

ردیف خاء

روتے سے کیون نہو مژہ اشکبار سرخ
ہوتی ہی بیشتر رگ ابر بہار سرخ

گیسو گرے گا رتبہ سے چھیڑ کو نہ تم گلال
مارسیہ زیادہ نہو زہر دار سرخ

رویا جو یاد کرکے ترے رخ کو دشت مین
گل سے بھی بڑھ کے ہوگیا ہر ایک خار سرخ

سرخی چشم دوست ورخ ولب ہے یار کے
تولا جو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سرخ

۳۸
نیرنگیان وقار یہ ہین حسن وعشق کی
چہرہ ہمارا زرد ہی اور روے یار سرخ
۵

ردیف دال مہملہ

خیال یار مین ہی چشم تر بند
نگر ہی چاہ مین یوسف نظر بند

بلا ہی خال روے یار کیونکر
نہ رکھون زاغ کے آگے جگر بند

نہین سنتا ہی وہ نالے ہمارے
دعا کا ہوگیا باب اثر بند

ہوا مکتوب جب اُس کو لکھا خط
ہزارون ہم نے جوڑے بند پر بند

جو ہوگا بند در چاندون گا دیوار
ترا گھر ہی نہین ہی حصن در بند

یہ کیا اسرار ہی کہتا ہی قاصد
لفافہ بیشتر لکھنے سے کر بند

مچا غل ہی پچھلے سے شب وصل
زبان کرتا نہین مرغ سحر بند

۳۹	وقار اس مین تڑپ دل کی لکھی ہی نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بند	۱۲

اس وجہ سے ہوا ہین دلستان پسند	ہون نام بے نشانی کا ہی لامکان پسند
عاشق پسند تو ہی قمر آسمان پسند	سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی ایجان جان پسند
یکرنگی کو نہین ہی مرے آئین و آن پسند	ہی خار و گل پسند بہار و خزان پسند
سودا اسے زلف یار نے کافر کیا مجھے	سارے جہان سے ہی مجھے ہندوستان پسند
ناز اس کا ہی چلبن تو نیاز اپنا ہی طریق	وہ ہی وہان پسند تو یہ ہے یہان پسند
داخل کرون نہ ہیچمدانون مین آپ کو	کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند
سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی	واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند
چاٹا نہ خون حیات مین خنجر نے یار کے	سگ نے بھی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند
ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے	نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند
کرتا ہی آسمان نئی چالون سے پائمال	آتی نہین ہین ہم کو یہ اٹھکھیلیان پسند
شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا	جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰	اب شاعران حال مین اس شوخ کو وقار میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند	۵

ردیف دال ہندی

نہین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ	خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤن ہی چلتی پھرتی ہوئی ترا زلف و گیسو پر غرّا غلط سمجھ حسن عارض کو تو عارضی		پھر اس دولت حسن پر کیا گھمنڈ ترا چشم و عارض پر بیجا گھمنڈ نہ کر عارضی پر خدارا گھمنڈ
۴۱	تکبر خدا کو ہے لائق وقار اُسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ	۵

ردیف ذال معجمہ

برا سے نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ پس وفات بھی آفت ہی کچھ نہ کچھ تہ خاک چمک نے عقد ثریا کی یاد دلوائی پلا یا دھو کے نہ تعویذ اُس کی ہیکل کا		نہ دیکھے ایسے کہ جیسے ہین یار کے تعویذ کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ تپ فراق مین گھولے بخار کے تعویذ
۴۲	یہ خوب نقش ہے اغیار و یار کے دل پر کہ دونون چلتے ہوے ہین وقار کے تعویذ	۶

ردیف راے مہملہ

غیرت گلزار ہی چاک گریبان کی بہار تیغ میرے قتل کو موج تبسم بن گئی غنچہ و گل سنبل و ریحان پہ لاتی ہی بہار شمع کا ہوتا نہین فانوس مین شعلہ نہان		کوچۂ زخم جگر مین ہی خیابان کی بہار چاک دل کو کر گئی لب ہاے خندان کی بہار عارض و خط و دہان و زلف پیچان کی بہار کس طرح زائل ہو خط سے روے تابان کی بہار

لعل پیکانی نہین لیتے ہین وہ کوڑی کے مول
عشق پیچان کے کھلائے پھول آب تیغ نے

خون عاشق سے ہوئی یہ اُن کے پیکان کی آب
کب رگون پر جسم کے ہی زخم خندان کی بہار

۴۳
وہ گل مضمون کھلے ہین وصف مین اک حور کے
باغ جنت سے **وقار** افزون ہی دیوان کی بہار
اا

جبکہ گھونسا سا لگا چھاتی پہ جوڑا دیکھکر
کیا سمیٹون گا مین اُن بالون کو بکھرا دیکھکر

ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیرے صنم
گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر

میرے ہوتے غیر کو گردن نہ مارو جانمن
صرف الفت کیجیے اپنا پرایا دیکھکر

توڑتا تھا دم کوئی پائون کی کوئی ہیر بال
سیمبر کے ہاتھ مین سونے کا توڑا دیکھکر

بیت موزون مین نے لکھی ابروؤن کی یاد مین
مصرع برجستہ سوجھا قد بالا دیکھکر

دل کو پھر ہی جنس الفت کی خریداری کا شوق
حسن کو آفت گری مین کار فرما دیکھکر

موتیون گوندھی وہ چوٹی کہکشان کو یاد دے
یاد جھومر ہو مجھے عقد ثریا دیکھکر

تھرتھرائی شمع ساق روے جانان کے حضور
غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر

کیا نئی سوجھی ہی چھپتی آگ پر سیماب کی
عارض گلرنگ پر اُس کے پسینا دیکھکر

گر شب فرقت کا غم گا ہے نشاط روز وصل
عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۴۴
رہ گیا پاس ادب سے اُٹھ کے ہاتھ اپنا **وقار**
ورنہ تھا کچھ اور ہی دل مین اُس کو تنہا دیکھکر
اا

آیا جو رات یار ہمارے پلنگ پر
تا صبح موے زلف سنوارے پلنگ پر

ای جان ہم ہون گور کنارے پلنگ پر
تن تن کے غیر بیٹھین تمہارے پلنگ پر

بیٹھا بھی پاس وہ تو سمٹے ہوے بدن
لیٹا نہ کھل کے شرم کے مارے پلنگ پر

دامن مین لاغری سے گئے چھپا تھا لانہ مین
ہرچند ڈھونڈھا مرگ نے سارے پلنگ پر

اُس سے کہا کہ آج یہین سو رہو کہا
کیا گون ہی ہم جو سوئین تمہارے پلنگ پر

گردش مین ہین یہ میرے ستارے کہ آپ کے
افشان کے ذرے اُڑتے ہین پیارے پلنگ پر

گر تم نہین ہو پاس تو ہی مایۂ حیات
پھبتی جنازے کی ہی ہمارے پلنگ پر

کب حوض چشم مین نہین پانی کمر کمر
کب چھوٹتے نہین ہین ہزارے پلنگ پر

اُڑتے وہان پلنگ پر افشان کے ذرے مین
آ ہو گئے ہین یہان بھی شرارے پلنگ پر

رہتی ہی ضد یار کہ رہتی ہی اپنی ہٹ
ہوتے ہین آج وارے نیارے پلنگ پر

۴۵
کس دن نگاہ دامن گلچین نہین وقار
کس شب نہین ہین رخ تے نظارے پلنگ پر
۹

لب رنگین کی باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
حنائی دست کی ہو دست برد مرجان پر

جبین سے چھٹ کے افشان جب گری رخسار جانان پر
کبھی دھاوے کی پھبتی جگنوون کی مہر تابان پر

تمہارے قید گیسو سے موے پر بھی نچھوٹے ہم
بسیرا طائر جان نے کیا دیوار زندان پر

رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈھونڈھا
نظر پہنچی مہ نو سنبلہ خورشید کیوان پر

نہ سمجھا زندہ و مردہ مین اصلا فرق عزرائیل
نوازش اس قدر کی ناتوانی نے مرے جان پر

یقین ہی فتنہ رفتہ شہر بس جائیگا ای صاحب
کمر سوائیون نے خط کے باندھی ہی بیابان پر

نہ پائی آبداری بوند بھر بھی دُر غلطان نے
انھین کیا فکر میرے داغہا دل کیے مرہم کی

اگر غصہ سے کر کر دانت پیسے اُس کے دندان پر
چڑھاتا چادر گل کون ہی گور غریبان پر

۴۶

وقار اصلاح میرے حال کی تسلیم کرتے ہین
سدا چھایا رہا ابر سیہ میرے گلستان پر

۸

دوڑتا ہی دل مرا یون سوئے زلف یار پر
جلوہ تعویذون کا یون ہی زلف عنبر بار پر
وقت گریہ چاہیے رومال مژگان پر مرے
یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمھاری زلف کا
پنکھڑی اک بکھیرے مار کر بر عندلیب
نشست بر آئینہ کے تصویر طوطی ہو بیگر
دیکھ کر وہ گورے گورے سینہ پر ٹبنی سیاہ

جسطرح چڑھتا ہی نٹ پنڈیا کے کچے تار پر
طائرون کا غول اُڑتا جسطرح ہو مار پر
ڈالتے ہین پر چھتی برسات مین دیوار پر
کاٹتے ہی چھالا پڑ جائے زبان مار پر
لاف ہمرنگی جو مارے گل ترے رخسار پر
سبزہ کا کھایا ہی دھوکا یار کے رخسار پر
ہنس کے کہتے ہین کھلا سوسن کا غنچہ نار پر

۴۷

کون ہی جس نے مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کے خنجر خونخوار پر

۷

آج بیٹھے ہین وہ پہلو مین سنبھالے خنجر
ہاتھ مین رہتا ہی ہر وقت جو اُس گلرو کے
بل بے جوش ہوس اللہ ری اُلفت کا شوق
خوف کیا ہی نظر ابرو و مژگان کا تیرے

حیف ہی دل کے نہ ارمان نکالے خنجر
دیکھیے اور نہ کچھ شاخ نکالے خنجر
چاہتا دل ہی کہ سینے مین چھپالے خنجر
ہم تو کھایا کیے ہین برچھیان بھالے خنجر

اگر گلے سے ملے شمشیر تری ای قاتل
رگ و پے جسم کی میرے کوئی باقی نہ رہے
دل بیتاب بھی آنکھون سے اُٹھالے خنجر
دل کے اچھی طرح تو توڑ لے چھالے خنجر

۴۸
آسمان کو یہ ہی ضد قتل اگر چاہون وقار
دست قاتل مین ہنین روئی کے گالے خنجر
۵

ردیف راے ہندی

ای ترک روز روز کا جھوٹا بہانہ چھوڑ
ورنہ مرے گلے کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ
گلچین کے ساتھ ساتھ ہی صیاد بلبلو
بگڑی ہواے باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ
قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھے آئیگا
چکی کی طرح دے تو کوئی فکر دانہ چھوڑ
قارون تو لے گیا مگر اس عہد کے بخیل
جائینگے اپنا اپنا یہین سب خزانہ چھوڑ

۴۹
یہ اچھی شکل والے بُرے ہین نہ مل وقار
مختار تو ہی کہ چکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ
۶

ردیف زاے معجمہ

ایجاد کیے اُس نے وہ انداز پر انداز
اُستاد بھی فتنہ کا ہو شاگرد ہر انداز
رخنہ سے درانداز [illegible] لے ہین رزن در بند
گھر کی خبر اب تک نہین او خانہ بر انداز
پھونکا ہی مجھے گرمی رفتار نے کس کی
جو چلنے مین میرا ہی برنگ شرر انداز
سو بار چڑھے چرخ پہ ہاروت سے زہرہ
تیرا سا نہ پائے گی کبھی فتنہ گر انداز
تاکا تری مژگان نے جسے دور سے مارا
ایسا نظر آتا نہین کوئی قدر انداز

۵ مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت
ابرو ہی وقار اُس کی مگر تیغ سر انداز ۵

ردیف سین مہملہ

پھٹ پڑی ہی بہار اب کی برس — مست ہین بادہ خوار اب کی برس
ہی بلا کی طرح خیال زلف — میرے سر پر سوار اب کی برس
برق سمجھے رہے کہ ہی خود سر — نالہ شعلہ بار اب کی برس
آتے ہین بیڑیان بنانے کو — چار سو سے لوہار اب کی برس

۵۱ اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال
یہ جو کچھ ہی وقار اب کی برس ۹

ردیف شین معجمہ

درد کو کیسر مرے سر کی تلاش — اور سر کو ہی تو پتھر کی تلاش
جستجو مجکو شراب ناب کی — شیخ کو ہی آب کوثر کی تلاش
بس ہی اک تیر ترازو آپ کا — طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش
یاد مژگان مین چھری کی جستجو — یاد ابرو مین ہے خنجر کی تلاش
خاک کوے یار پر دل لوٹ ہی — کون ہی جس کو ہی بستر کی تلاش
جز کفن پایا فرشتون نے نہ خاک — گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش
کوچۂ جانان مین دل پہونچائے گا — ہم نہین کرنے لگے رہبر کی تلاش

مست یاد چشم ساقی سے نے کب
حسبت و جومی کی نہ ساغر کی تلاش

۵۲	وصف گیسو خط مین لکھا ہی وقار مجکو ہے کالے کبوتر کی تلاش	۵

ردیف صاد مہملہ

مین آشنا سے آز نہ مین مبتلا حرص
باندھے ہین توڑ توڑ کے دامن مین پیچ حرص

قارون کی مرگ سے یہ معما ہوا ہی حل
جی لے کے جائیگا مرض لا دوا سے حرص

موقوف زلف پھانسا کرے نہین ابھی
کالی بلا کے سر پہ چڑھی ہی بلا سے حرص

زاغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم
بے کھٹکے چین کرتے ہین نا آشنا سے حرص

۵۳	زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہوگیا المختصر وقار یہ ہے انتہاے حرص	۷

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقون کو وادی پرخار سے غرض
ہرگز نہین ہی خلد کے گلزار سے غرض

وحشت پسند کو ترے مطلب ہی دشت سے
رکھتا ہی گھر سے کام نہ بازار سے غرض

بے کھٹکے آؤ جاؤ اندھیرے اُجالے مین
کیا غیر کی ہی آپ کو گفتار سے غرض

زنار و سبحہ کو مین سمجھتا ہون ہیچ و پوچ
اُنکی نہین ہی کافر و دیندار سے غرض

سنبل پر آنکھ پڑتی نہین ہی نہ سرو پر
ہی ترے قد و کاکل خمدار سے غرض

مسجد الگ بنائین گے ہم ڈیڑھ اینٹ کی
رکھین گے یار اپنے سرو کار سے غرض

۵۴

عاشق ہون جب سے ابروئے خمدار پر وقار
رگ رگ گلے کی رکھتی ہی تلوار سے غرض

جوبنون پر ہی تری یار بہار عارض
ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض

سایہ چین ابر سیہ زلف رسا کا تیرے
طور کی شمع بھی ہی آئنہ دار عارض

لیل گیسو تری بھائی ہی سیہ بختی کو
طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض

خال ہر رہ کا نہ پہونچا ئیگا کیا کیا صدمہ
دیکھ ای جان جہان رنگ ہی بار عارض

جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
خاک پھر آنکھ ہو موسی کی دوچار عارض

ماہ مین تیرے جبین کی خنکی کا جلوہ
مہر محشر مین ہی کچھ رنگ بخار عارض

معتبر سادہ ورق لکھنے سے ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض

ردیف طاے مطبقہ

خون قاصد سے گو کہ لکھا خط
آیا تو ترک بیوفا کا خط

کوئی دنیا مین پڑھ نہین سکتا
خط تقدیر سے ہمارا خط

جب کہ لکھکر زمین پر پھینکا
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط

فقرہ کس کا چلا نہ کوئی لفظ
اُس نے لکھوا کے ایسا بھیجا خط

غیر کے نام کا لکھا تیرا
سر برہ آج ہم نے پایا خط

بار غم کے جو لکھے تھے مضمون
نامہ بر سے اُٹھا نہ میرا خط

۵۶	شکر خالق کے مین کرون سجدے ای وقار اُن کا آج آیا خط	۹

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط ہی لکھا دست کبریا کا خط
ہوگیا دیکھکر مجھے سودا اُس پری کا تھا کس بلا کا خط
بولے پڑھکر لفافہ کو میرے یہ نہین میرے آشنا کا خط
لاجوردی ہی صاد پر ہالہ چشم مین کب ہی توتیا کا خط
مانگ گر خط استوا ہے تری مہ و خورشید کفش پا کا خط
سخت کافر ہی وہ بت عیار نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط
عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ نہین آتا ہی خوش ریا کا خط
وہ منڈاتے نہین خط عارض ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

۵۷	کیون تڑپتے ہو تم وقار اُٹھو لو مبارک ہو دلربا کا خط	۷

ردیف ظاے منقوطہ

نہ میزبان ہی یہان خوش نہ میہمان محظوظ مگر ہی ظلم رسانی سے آسمان محظوظ
شبانہ روز مچاتے ہین غل معاذ اللہ نہ طوق شاد ہی مجھ سے نہ بیڑیان محظوظ
یہ ریچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر ہوا نہ کھا کے سگ یار ہڈیان محظوظ
ہوا یہ بگڑی ہی ان وزون ملک معنی کی نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محظوظ

میں چھوٹے منہ سے کہوں کیا بڑائی خالق کی یہاں ہی رنج معیشت وہاں ہی درد گناہ		ہوئے وہ سُن کے مرے غم کی داستان محظوظ نہ کوئی شاد یہاں ہے نہ ہے وہاں محظوظ
۵۸	ترے کرم سے ہزاروں وقار ہیں شادان تو رہو فضل الٰہی سے جاودان محظوظ	۵

ردیف عین مہملہ

روشن بھی میری قبر پہ گر ہوں ہزار شمع جلنا تھا جو نصیب میں مرنے کے بعد بھی ہرگز نہ پائے گی ترے رخ کی سی روشنی کیا ہو کسی حسین کو ترے روبرو فروغ		بخت سیاہ گُل کرے گُل ایک بار شمع چربی سے میرے ڈھالتے ہیں غمگسار شمع لیکر چراغ خلق میں ڈھونڈھے ہزار شمع سورج کے آگے جلتی نہیں زینہار شمع
۵۹	دو پھول بھی وقار چڑھائے نہ ایک بار پھر لائے خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع	۵

ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت نے ساقی کے کیا ہے تر دماغ پتی پتی پر ہے جلوہ گلشن فردوس کا ہم نہ کہتے تھے بھرا ہے میل گل کے کان میں سرکشی کرتے ہیں مثل نخل بے بر خشک دست		کیوں نہو مجھ رند کا عرش معلیٰ پر دماغ باغبان کا موسم گل میں ملے کیونکر دماغ شور سے خالی نہ کرا ہے بلبل مضطر دماغ گاوریش اکثر ہوئے نوکیسگی سے خر دماغ
	زور زر ہے فضل رب ہے ساتھ اپنے اے وقار	

۶۰ ہم سے کر سکتے نہین کوئی پری ہمکو دماغ ۵

ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اُس قد بالا کی طرف — آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبیٰ کی طرف
ہی یہی لطف کہ صحبت رہے ہمجنسون مین — ہم ہون یوسف کی طرف تم ہو زلیخا کی طرف
چھوڑ کر الفت رخ زلف سے سودا کیجیے — دل مین ہی جائیے کعبہ سے کلیسا کی طرف
شہر مین جی نہین لگتا ہی اب او وحشت دل — کھینچکر تو مجھے لے چل کسی صحرا کی طرف

۶۱ کاوش اس مرتبہ ہی خار بیابان کو وقار
گرم پڑتی ہی نظر آبلۂ پا کی طرف ۵

ردیف قاف

ہم تو کرنے کے نہین سبحہ و زنار مین فرق — اک ذرا سا بھی تو دونون کے نہین تار مین فرق
کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گزار — اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق
کس طرح یار تجھے دون مین پری سے تشبیہ — ہی بہت سے بھی بہت نور مین اور نار مین فرق
کیون سمجھتا وہ رقیبون کے برابر مجھکو — کچھ بھی آتا جو نظر اُسکو گل و خار مین فرق

۶۲ اس قدر طرز پہ اُستاد کے کر مشق وقار
نام کو ہی رہے شاگردی کا اشعار مین فرق ۷

ردیف کاف

لب بھی آنے نہین دیتا ہی وہ کافر لب تک — پہونچنا ہو گیا معلوم مجھے مطلب تک

کہتے ہو آنے کو کل صبح کو آؤ گے ضرور	آج جینے کی علامت نہین میری شب تک
سیب سونگھا ہوا افعی کا بُرا ہوتا ہے	زلف آنے نہ دوا ہی جان جہان غبغب تک
اگر جلادے مرے مردے کو تو عیسی کی طرح	شہرہ ہو جاے ابھی شرق سے لے مغرب تک
ایک دن زیر کرونگا مین زبردستی سے	پیش جائیگا ترا یار بہانہ کب تک
جبکہ تہذیب سے سگ کو بھی ادب کہتا نہین	نسبت غیر بھلا تو مرے آتا لب تک

۶۳	ایک دو شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار کئی دیوان پہ چھپے ہوتے ہمارے اب تک	۵

ردیف کاف فارسی

جسم اُسکا ہے صفائی مین صنع خدا کا رنگ	کس طرح دست و پا پہ جمے گا حنا کا رنگ
اپنے ہی موے جسم پہ دھوکا ہے سانپ کا	آنکھون مین چھا رہا ہے خم زلف دوتا کا رنگ
ہے دل مین آشیانہ یہان سے اُٹھایئے	بگڑا ہے باغ دہر کی اب تو ہوا کا رنگ
سر اپنا اپنے ہاتھ سے کاٹا زمانے نے	لایا گلال ابرو پر اُن کے بلا کا رنگ

۶۴	نقشا مرا جو باغ سخن مین جما وقار اُکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ	۶

ردیف لام

مین نہین کہتا چڑھاؤ قبر پر نرگس کے پھول	لیکن اپنے ہاتھ سے تم جا ہو صاحب جسکے پھول
عکس پڑ جائے اگر تیرے سنہرے رنگ کا	پھول سونے کے بنین جو ہین پہر مس کے پھول

کس کو ہین درماندگان خلق کی غمخواریان
قبر پر لاتا نہین کوئی کبھی مفلس کے پھول

کہدیا ہم نے ہوا خواہی سے تم مختار ہو
جان جان لیتے نہین ہین ہاتھ سے حسن کے پھول

گنگ سوسن داغ بر دل لالہ نرگس چشم بند
تیرے آگے آب جما نہین رنگ اپنا کس کے پھول

۶۵	پھول اُس گل نے لیا جب ہاتھ سے آئے وقار مر گئے اعدا مگر تھے اُن کے حق مین بس کے پھول	۱۵

ردیف میم

باغ مین جب سیر کو جاتے ہو تم
بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم

غیر کو خط مجھ سے لکھواتے ہو تم
نقش میرا مجھ سے مٹواتے ہو تم

درد و غم ہوتے ہین اکثر ہمنشین
میرے پہلو سے جو اُٹھ جاتے ہو تم

آج گو چھپتے ہو مجھ سے چھپ رہو
حشر کو دیکھون کہان جاتے ہو تم

تم یہان آؤ نہ ہم جائین وہان
پھر یہ کیا غمزہ کہ دھمکاتے ہو تم

جسم و جان کی گلچھڑی اچھی نہین
وصل مین بھی یار شرماتے ہو تم

جور کرنے کی نہین میری وفا
قتل کے کیون بعد پچھتاتے ہو تم

آج پھر گوندھی ہی جعد عنبرین
دل کو پھر گیسو مین الجھاتے ہو تم

دیکھنا ہے کب تلک مثل نظر
چھپ کر آنکھون سے گزر جاتے ہو تم

بخت ہو تقدیر ہو جو پھر گئے
موت ہو جو یان نہین آتے ہو تم

ہی عوض جلوت کے خلوت مین حیا
دل مرا پردے مین تڑپاتے ہو تم

غیر سے ہنس کر رولاتے ہو ہمین
خرمن ہستی کے پھر پیچھے پڑے
سرمہ ہو جاتے ہین پس پس کر گہر

قہر کرتے ہو ستم ڈھاتے ہو تم
بجلیان پھر آج چمکاتے ہو تم
جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

۶۶ بات آہستہ بھی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم ۱۰

جب شب ہجران مین سو جاتے ہین ہم
اپنے نازک دل سے دب جاتے ہین ہم
دل کے دم پر جبکہ چڑھ جاتے ہین ہم
پھول سے عارض کی ہے دل مین ہوا
دیکھتے ہین جب کبھی گنڈھی چڑھی
خاکساری سے رہ احباب مین
لے اُڑی ہے زلف پیچان کی ہوا
دیکھکر اُس گل کو بوے غنچہ سان
جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر

لے گئے اُن کا نام بَرآتے ہین ہم
ورنہ خاطر مین کسے لاتے ہین ہم
پھر جو کہتا ہے بجالاتے ہین ہم
پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم
در سے اُس کے سر کو ٹکراتے ہین ہم
نقش پا کی طرح مٹ جاتے ہین ہم
سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷ پاس سے جاتا ہے جب وہ اے وقار
ہوش مین پھر ون نہین آتے ہین ہم ۹

ردیف نون

نقاب اب نے رخ تابان سے جسدم وہ اُلٹے ہین
سمجھکر شمع روشن منہ کو پروانے لپٹتے ہین

تکلف برطرف ای جان عالم اب یہ زیبا ہی
حیا کو تم سمجھ لو اور خرد سے ہم نپٹتے ہین

نہین معلوم سر پر کس کے یہ نازل بلا ہوگی
کبھی کرتے ہین کنگھی اور کبھی بالونکو بٹتے ہین

بیان کیا کیجیے اُن کے شب گیسو کی تاریکی
اکڑی کرتے ہو جس کے جگر شانونکے پھٹتے ہین

وصال و ہجر مین اُس غیرت خورشید کے دن رات
مہ نو کی روش بڑھتے ہین شکل بدر گھٹتے ہین

۶۸
وقار از بسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جانان کے
ورق دیوان کے وصلی کی طرح باہم چمٹتے ہین
۵

چشم بد دور وہ ہین آپ کی خوشتر آنکھین
کسی محبوب کی اُنسے نہین بڑھکر آنکھین

لطف فرمائیے گا یہ توتیا خاک پا کا
ای صنم ہین ترے عاشق کی مکدر آنکھین

آنکھ پھوٹے جو کسی کی بھی طرف دیکھا ہو
سرخ بے فائدہ کین آپ نے رو کر آنکھین

کہکشان مانگ ہی رخ مہر ہلال ابرو ہی
خال مریخ جبین بدر ہے اختر آنکھین

۶۹
گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہے وقار
رشک شمشاد ہی قد نرگس عبہر آنکھین
۱۲

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
سخت کافر ہین کعبہ ڈھاتے ہین

شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
آتش مہر کو بجھاتے ہین

وہ کڑے سے کڑا بجاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین

دیکھکر توڑ اُن کے تیرون کا
ہم بھی نالے کو آزماتے ہین

پہن کر ہم قبائے عسریانی
دل لگانے کی یہ سزا پائی
باندھنے کو گلے ہزارون کے
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان
اک گل تر کی یاد مین نالے
نالۂ گرم و سرد و شمع مزار
خط جو اُس گل کو بھیجتے ہین ہم

پیرہن مین نہین سماتے ہین
آپ ہنس کر ہمین رُلاتے ہین
طوق منت کے وہ بڑھاتے ہین
تیرے سر پر سے ہم اُڑاتے ہین
آگ گلزار مین لگاتے ہین
گہ جلاتے ہین گہ بجھاتے ہین
رات بھر پھولون مین بساتے ہین

۷ — اب نہ کھینچو وقار نالۂ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین — ۱۴

کس شکل نہ حیرت آشنا ہون
مین دشمن جان سمجھ رہا ہون
کس منھ سے کہون کہ آشنا ہون
اُٹھنے کا نہین غبار میرا
خوش آئے نہ کس طرح سے عزلت
برسون ہین سپہر نے رُلایا
فرصت نہین آہ آتشین سے
کس طرح نبھے بتون سے یارب

اک آئنہ رو کا مبتلا ہون
دھوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون
ناچیز غلام آپ کا ہون
نظرون سے کسی کے مین گرا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
بھولے سے کبھی اگر ہنسا ہون
گلخن کی مین خاک سے بنا ہون
مکار وہ ہین مین بسیریا ہون

یان کس کو ہی شاعری کا دعوی
فرقت مین کسی پری کے دن رات
مانند حباب گھر بنا کر
ہی نام اسی کا نفی و اثبات

ق

کہتا مین نہین لکھا پڑھا ہون
دیوانے کی طرح بک رہا ہون
اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون
موجود کبھی کبھی فنا ہون

۷۱	جو یاد رہے وقار اشعار مین دل سے اُنھین بھُلا رہا ہون	۹

وہ گالی دیتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین
بڑھی یہ ضعف کی قوت گھٹے جو عمر کے دن
چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست
فقط سرشک سے ہی قدر دیدۂ عشاق
ضعیف کو وہ قوی سے سمجھتے ہین بالا
بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک
نرکھو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو
تمھاری تیغ کا ہم آب تازہ چاہتے ہین

مثل ہی آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین
اُٹھے تو ہاے جو بیٹھے تو آہ کرتے ہین
جدھر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتے ہین
جو چاہ خشک ہو کب اُسکی چاہ کرتے ہین
جو کاہ کوہ پہ بینا نگاہ کرتے ہین
جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتے ہین
چمن سے دور سب اپنے گیاہ کرتے ہین
نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتے ہین

۷۲	وقار حسن کو ہی لاگ ڈانٹ عشق کے ساتھ ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین	۵

کون ہی جس کو عشق یار نہین
کس کے سر پر اجل سوار نہین

شوخیون سے تری شرارت کی — سرو کب گرمی شرار نہین
تیری الفت نہین لگاوٹ ہی — اس بناوٹ کا اعتبار نہین
برق دم کس کی تجلیان دیکھین — جو مرے ضبط مین قرار نہین

۷۳ — آدمی وہ نہین ہیولا ہے — ۱۵
جس کو پاس سخن وقار نہین

سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتے ہین — جو دکو تیغ حوادث کا سپر رکھتے ہین
قید ہستی مین عدم کو یہ مگر رکھتے ہین — ظاہری جسم مین پوشیدہ کمر رکھتے ہین
جس کو یہ دیکھتے ہین اپنا ہی کر رکھتے ہین — آنکھ کے ڈورون مین جادو کا اثر رکھتے ہین
لعل تھیلی مین نہ در حباب مین گہر رکھتے ہین — اشک تر رکھتے ہین یا لخت جگر رکھتے ہین
پختہ کارون کا مقولہ ہی جو ہین عشق مین خام — آڑ مین ڈر کے وہ اپنے کو مگر رکھتے ہین
بھول کر بھی نہ کیا تو نے کبھی یاد ہمین — رٹ ترے نام کی ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اور تو پاس نہین رکھتے ہین کچھ اپنے ہم — اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتے ہین
مثل گل صرف سے صد چاک ہوا انکا سینہ — جو کہ غنچے کی طرح مٹھی مین زر رکھتے ہین
معتبر بات ہو کیا ان کی کہ غنچہ کی طرح — جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتے ہین
غیرت روز ہی رخ غیرت شب ہی گیسو — یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتے ہین
ہر زمان قید مکان سے ہمین آزادی ہی — نکہت گل کی روش دوش پہ گھر رکھتے ہین
چاک سینہ سے ہوا گل کے یہ نکتہ معلوم — نالۂ زار بھی بلبل کے اثر رکھتے ہین

تار برقی پہ تصور کی خبر آتی ہے
گو خبر اپنی نہین اُس کی خبر رکھتے ہین

کام آتی نہین اپنے کبھی عزت اپنی
آبرو کینے کو مانند گہر رکھتے ہین

۷۴	عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت پانون کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین	۹

کس وقت مری بغل مین وہ سیمبر نہین
فضل خدا سے کب مری مٹھی مین زر نہین

ظاہر مین ظلم و جور کا اُس کے اثر نہین
بے چلہ یہ کمان ہے تیرون مین پر نہین

لگتی بھلی ہے یار تمہاری بُری بھی بات
آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین

کیون وصف ہو سیر بحر کی کیون ہو ہوائے ابر
لب خشک یان نہین ہین کہ یان چشم تر نہین

کس دن نہین ہے نامہ و پیغام تا بشام
کس رات انتظار ترا تا سحر نہین

اے حسرت وصال تری عمر ہو دراز
یہ وہ شب فراق ہے جس کی سحر نہین

کس روز سوز عشق سے جلتا نہین ہے مہر
کس شب چکور چاند سے منہ پر قمر نہین

ہان کی بھی جا نہین ہے نہین اب نہ مانون گا
ہے حرف بار گیر تمھارا اگر نہین

۷۵	رد کا وقار اُس کو جو مین نے تو یہ کہا کیون ہم کسی کے گھر رہین کیا اپنا گھر نہین	۹

دشمن ہے اعتراض کے کیون انتظام مین
ہرگز نہ عنکبوت کے باز آے دام مین

ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہے
تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین

اُس صبح رخ کے ناخن پا کا جواب تھا
ہوتی نہین بلند یان اگر ابروے شام مین

وہ کرم شبچراغ کے دھوکے مین پکڑینگے — مین سوزنامہ باندھ دون بال حمام مین
دل پر سیون سے یارون کے سب غم غلط ہوا — صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین
آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر — شہباز آج آ ہی گیا پا بدام مین
ساقی گل گلاب ہی جس مے کا نام وہ — دے خیر میکدہ کی گل تر کے جام مین
موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کے ساتھ — عنقا کے ساتھ رخ بھی پھنسا میرے دام مین

۷۶

یہ روشنی طبع کا ہی فیض اے **وقار**
حیران ہون مثل آئنہ اپنے مقام مین

۱۱

پھنس گیا دل زلف عنبر بار مین — اہل ایمان گھر گیا کفار مین
کھتی ہی خلخال پاے یار مین — حشر کرتے ہو بپا رفتار مین
دل کو چھل کر صاف جاتا ہی نگر — چھل بھرے ہین کیا بت عیار مین
جب چلے تم یہ مثل ٹھہری غلط — کبک کا ثانی نہین رفتار مین
مین نے دیکھا آپ کڑوے ہو گئے — زہر گھولا شربت دیدار مین
کنگھی آہستہ کرو اے جان من — دل پھنسے ہین زلف عنبر بار مین
تشنہ لب دی جان کشتون نے ترے — کچھ نہ تھا خنجر کے پانی دھار مین
تاب عارض سے زمانہ جل گیا — کیا ہی اب تمییز نور و نار مین
حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا — ہے زمرد سا دہان مار مین
فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے — بو گل تر کی نہ ہو گی خار مین

۷۷	عشق مین گیسو و عارض کے وقار گر حلب مین ہون گے تاتار مین	۷

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
سودائے زلف یار سے ہون پیچ و تاب مین
ساقی در رنگ خوش نہین کار شتاب مین
زمی ہوئی جو اُس شکم صاف کو نصیب
یہ جسم یار کے ہی بسینہ کا رنگ و بو
رگ رگ مین جسم زار کے نالہ کی کوک ہی

چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین
بخت سیہ نے مجکو پھنسایا عذاب مین
کیا سوچتا ہی دورۂ جام شراب مین
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸	ساقی کے حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار ہی رنگ و بوے بنگ کا جلوہ شراب مین	۱۳

تیغ کی بُرّش ہی اُس کے ابروے خمدار مین
تختۂ گل داغ حسرت نے بنایا لالہ زار
غرق گرداب پریشانی ہوا مین بیقرار
پانی پانی آتش دوزخ ہی جسکے شرم سے
تو جواب کرنے لگا اٹھکھیلیون سے پائمال
کیا تعجب ہی اُڑین گر اشک سے چنگاریان
بال وہ بھیگے ہوے آئے جو منہ پر وقت غسل

زہر ہی مار سیہ کا زلف عنبر بار مین
بے نقاب آیا جو وہ رشک چمن گلزار مین
جب کہ اُلجھین مچھلیان بالی کی زلف ہار مین
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتش بار مین
کیا جلانے کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین
ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین
کیسی کیسی برق چمکی ابروے خمدار مین

جس طرح اطفال ریتی مین دیتی ہین سینگ لگا
اس قدر لو ہا مرا مانے ہوے ہی ہر رقیب
آگ بھڑکی سینہ مین تار نفس سے لو اٹھی
کیا ملے پھر وصل کی شب جسب خواہش کامل دل
مین اگر جاؤن وہان ڈر سے سمٹ کر رہ گئی

جم رہی ہی وہ کمر یون دیدۂ خونبار مین
بھوت ہو کر بھی نہ ٹھیکا کوئی کوئے یار مین
جب وہ رشک شمع بیٹھا پہلوے اغیار مین
شام سے جب ہو سحر بوسہ ہی کی تکرار مین
چھپ ہی جاے مرغ قالین گئے ابھی منقار مین

۷۹	حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار کس طرح سے ہو نہ باریکی مرے اشعار مین	۹

شور محشر سے سوا ہی آج کل غل باغ مین
دیکھتے ہی روے رنگین پھٹ گیا گل کا جگر
گر یہی امسال ہی طغیانی سیل بہار
دیکھکر اُس عارض پُر نور کی گرمی حسن
ساغر مے رشک گل ہی دست رنگین کے طفیل
محفل محبوب مین کیونکر نہون ہم نالہ کش
جبکہ لیتا ہی جما ہی وہ بجاتا ہی وہین
کوئی دنیا مین نہین آزاد قید حرص سے

عندلیب زار کا شاید کہ ہی قتل باغ مین
زلف کی خم دیکھکر بکھرا ہی سنبل باغ مین
نکہت نسرین سے باندھا جائیگا پل باغ مین
آب خجلت سے ہوئی ہی آتش گل باغ مین
نغمہ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین
پاس گل کے چہچہے کرتا ہی بلبل باغ مین
بیکلی سے چٹکیان ہر غنچہ گل باغ مین
سرو پا پا جیسے نوادبا تو گل باغ مین

۸۰	مانتے مجکو نہین ہین ای وقار اہل وطن مرتبہ کا ہی گل تر کے تنزل باغ مین	۶

ترا مہربانی کا شیوہ نہین	مرا عاجزی کا طریقہ نہین
یہ نکتہ ہی ہین سادہ رو وہ ابھی	کوئی اُن کے خط مین جو نقطہ نہین
تردد ہی اعمال نامہ کا کیا	مرے ہاتھ کا کچھ نوشتہ نہین
یہ ہی بار حسرت مری نعش مین	اُٹھانے کا یارون کو چارہ نہین
بہت مو شگافی سے یہ حل ہوا	ترے خط رخ کا لفافہ نہین
۸۱	کہے خوب اشعار تو نے وقار زمین سخن گو شگفتہ نہین ۔ ۹
یاد دندان مین یار روتا ہون	گوہر آبدار روتا ہون
نہین کھلتا ہی اس کا تار مجھے	کس لیے بار بار روتا ہون
آٹھ آٹھ آنسوؤن سے دو دو پہر	کس سے ہو کر دوچار روتا ہون
یاد آئے ہین کس کے زلف و عذار	مین جو لیل و نہار روتا ہون
خیر مانگ اپنے آشیانے کی	باغ مین ای ہزار روتا ہون
تیغ کھائی ہی جب سے ابرو کی	دیکھ دریا کی دھار روتا ہون
چشم آتی ہی جب تمہاری یاد	پھوٹ کر زار زار روتا ہون
نالہ کرتا ہون یان سے ہٹ ای برق	بھاگ ابر بہار روتا ہون
۸۲	لب و دندان کی یاد ہے جو وقار اشک گہ گہ شرار روتا ہون ۔ ۱۴

جاتا ہی اپنے دل سے خیال فغان کہان
جو آشنا ہو ضبط سے وہ ہی زبان کہان

آزاد جو ہین اُن کو ہی قید مکان کہان
مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خیال گوشۂ ابرو کا ہو حریف
آتا ہی زد پہ تیر کے زاغ کمان کہان

خاموش مثل شمع ملی ہی مجھے زبان
پھر آہ آتشین کہان مین خستہ جان کہان

مانا دہن ہی یار کا اک بے پتہ کی بات
نشان کمر جو دیکھیے تو ہی نشان کہان

فرماؤ کس امید پہ تم سے لگائین دل
منہ سے نکلتے حرف ہین خاطر نشان کہان

سبزہ نہین ہی گالون پہ قدرت خدا کی ہی
ہوتا ہی آتش گل تر مین دھوان کہان

ہرگز نہ آہ مین قد پُر خم کے ہوا تیر
پلہ پہ پھینکیے تیر ملائم کمان کہان

ظاہر ہین اُن کے راز لطافت سے جسم کی
شیشہ مین ہو ہی بادۂ گلگون نہان کہان

میرے عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان
تیری کمر ہی مجھ سے سوا ناتوان کہان

بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین
ڈھونڈا نہین ہی تجکو مری جان کہان کہان

لایا عدم سے ہستی مین اب اور قصد ہی
لیجائیگا کہان سے مجھے آسمان کہان

منت کش جواب نہو گا مرا سوال
اُن کے دہن نہین ہی تو میرے زبان کہان

۸۳	ہی اس کا نام تلمسکری یاد رکھو وقار خال سیہ کہان لب شکر فشان کہان	۷

کھینچین ہین جو آہین شب ہجور چمن مین
ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین

نالہ کا مرے طرز اُڑا قمری و بلبل
اللہ رے غزل خوان ہوئے مشہور چمن مین

سنبل سے کہا قصۂ گیسوے پریشان
بیہوش ہوا ایک لگا ٹھوکرین کھانے
بیوجہ نہین آج چبکا چوند گلون کو
کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہر اک گل

کس پیچ سے کاٹی شب دیجور چمن مین
چلنے کا چلا اُس کے جو مذکور چمن مین
چمکا کسی رخسار کا ہی نور چمن مین
بے تیرے گیا جب ترار بخور چمن مین

۸۴
اک گل کی حضوری مین **وقار** آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھے منظور چمن مین
۶

ٹکرائے گی نہ آہ مری آسمان مین
کرنے ہین آج عرض مجھے نالۂ حزین
دنیا ہی فرض ہر دہنِ زخم کا جواب
رتبہ کبھی کسی کا گھٹاتے نہین ہین ہم
سینہ مین تیرے ہو کسی بوٹہ سے قد کی یاد

یہ تیر وہ نہین کہ کرے گھر کمان مین
ای کاش لکنت آئے نہ میری زبان مین
قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین
ذرے ہین آفتاب ہمارے گمان مین
پودھا ہو ہان نیا کوئی تیرے مکان مین

۸۵
ہی ذوالفقار بہر عدو ای **وقار** وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین
۵

ساقی کی بو بسی ہی ہمارے دماغ مین
سینہ خیال یار سے مطلع ہی نور کا
ایسا مین کھو گیا ہون خیالِ حبیب مین
روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کے لیے

ہی موج خیز بادۂ گلگون ایاغ مین
عالم ضیا سے مہر کا ہی داغ داغ مین
خود دل مرا خراب ہی تیرے سراغ مین
بتی بنی ہی خنجر بران چراغ مین

۸۶	آتے ہین لال لال کسی گل کے یاد لب جا کر وقار روئین گے ہم لعل باغ مین	۱۶

کھنچ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تھا نغمہ زن کی تان مین

کس کو مین اچھا لکھون اور کس کو لکھون مین بُرا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اُٹھتے ہی نالون کی آندھی کے ہوا ابھیا دل
لو مری کشتی ہوا کے آ گئی طوفان مین

قہر ہی وہ نرم دل ہو سخت سے بے مہر اس قدر
یاد کر ای دل کر اُس کو کیا لکھا نسیان مین

ای صنم ثابت ہوا اقرار سے تیرا دہن
کہنے کو یہ بھی ہی گویا معجزہ الحان مین

عشق ورزی دشت گردی سینہ چاکی بیخودی
پادشاہِ حسن نے لکھی مرے فرمان مین

تیرے رخ کے سامنے ہو منھ یہ آئینہ کا ہی
لب پہ ہو سر سبز یہ سرخی کہان ہی پان مین

سینۂ بیتاب مین ٹھہرا ہی درد ہجر یار
میزبان معذور ہی غیرت نہین مہمان مین

دے بھی دو دیتے ہو گر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اس قدر کیا چاہیے احسان مین

گردش چشم صنم نے قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہی اس سان مین

محتسب کی آن توڑے گی تمھاری چشم مست
آن اگر دیکھے گا زاہد جان دیگا آن مین

ہونٹھ پر مسی نہین ہی گہن مین ماہ نو
آپ دھرمی ہین مجھے دین ایک بوسہ دان مین

دیر تک چوسا اُسے کس نے دہان زخم مین
آب تک باقی نہین قاتل تری پیکان مین

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئے جان میری جان مین

دیکھتے ہی مجکو بھڑکے اس قدر ایجان کیون
آج کیا پھونکا شریرون نے تمھارے کان مین

٨٧	ہین مراد آباد مین مجھ سے ہزارون کو ذوق کیا سبھی صاحب سخن ہین ای وقار ایران مین	٩

وہ پری تصویر مضمون لکھے تیری شان مین — سیر ہی ابر رنگ مانی کی مرے دیوان مین
واسطے انسان کے ہی آدمیت عین شرط — ورنہ کیا انسان مین ہی جو نہین حیوان مین
زلف کافر کو لکھین گے لام ہم اسلام کا — ہی یہی رکن رکین ایمان کے ارکان مین
یہ معما ہی کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون — اس لیے بھیجے ہین اُسنے پان ناگردان مین
عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجیے — نام پیدا کیجیے ای جان جان احسان مین
جوہر آئینہ کا عالم نظر آنے لگا — یہ پڑے تار نظر کے نقش اُس کی ران مین
بن گئی ہی آنکھ میری آرسی کا آئنہ — یہ حبا نقشہ تحیر کا تمہارے دھیان مین
یہ اجاڑ مین دیار عشق سے حاصل ہوا — جان مہرانی مین دی اور دل دیا تاوان مین

٨٨	کس طرح مین ایک سمجھون زلف و گیسو کو وقار شان مین مشرک کے کیا لکھا نہین قرآن مین	٩

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہارے دھیان مین — مثل دیوانہ نہین ہون اپنی مین پہچان مین
والہ چشم سخن گو زلف کا عاشق ہوا — اصفہان سے تیرہ بختی لائی ہندستان مین
گو کہ زہرہ لولی گردون ہی پر رقصان نہین — فائدہ کیا ہی ہمین نقصان کے اعلان مین
دل کے آتے ہی گئے تاب و توان ہوش و خرد — منفعت کی تھی توقع آگئے نقصان مین
دیکھکر خاموش مجکو طعن سے کہتا ہی وہ + — نطق ہی کا فرق ہی انسان مین حیوان مین

ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا
تنکے گلیون کے چنون گا ای جنون اب کی برس
کس کا کھانا شک سے چھوتا بھی نہین ہی ہاتھ سے

کیا چڑھی پھرتی ہی اک کالی پری چھبا بن مین
سبزۂ خط کو ہی دیکھا یار کے شعبان مین
وہ سمجھتا ہی کہ کچھ چھوڑا ہی پڑھکر پان مین

۸۹	ہی کمینے پن سے دشمن گو کمین مین ای وقار ٹوک کر مارونگا اُس کو ایک دن میدان مین	۷

کبھی دم پر جو وہ چڑھ جاتے ہین
ہو کے بت خانۂ دل مین آئے
دست عشاق سے تنگ آکے حسین
بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور
مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا
یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکھین

منتین کرتے ہین گھبراتے ہین
یہ حسین قہر و ستم ڈھاتے ہین
اپنے ہو کے بڑے پچتاتے ہین
ترچھی نظرون مجھے دھمکاتے ہین
آنکھ مین دل مین جگہ پاتے ہین
توتے کی طرح بدل جاتے ہین

۹۰	آئے کیا اُن کو وفا یاد وقار قتل کے بعد جو پچتاتے ہین	۵

یاد گیسو مین یار روتا ہون
کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو
زہد مین بھی ہے میرے کیفیت
آج پھر ڈھونڈھتا ہون مین اُس کو

مین اندھیرے مین جان کھوتا ہون
زلف و عارض کے غم مین روتا ہون
میرے دامن کا داغ دھوتا ہون
اپنے پھر نقد جان کو کھوتا ہون

۹۱	آج جاگا ہے بخت اپنا وقار اُس کو لے کر بغل مین سوتا ہون	۱۰

سنتا ہے کون کس سے ستم کا گلا کرین	عاشق سوائے صبر بھلا اور کیا کرین
فتنہ اُٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین	قامت دکھائین وہ تو قیامت بپا کرین
بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی	قرآن کا پاس چاہیے ہم پارسا کرین
مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ	ہم پس کے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین
بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر ناز ہین	زخمون سے خون بہے تو طلب خونبہا کرین
احسان کسی کا اُٹھ نہین سکتا ہی ضعف سے	ہم کیا سمجھ کے خواہش ظل ہما کرین
دولت جنون مین بھی ہو قدم سے لگی ہوئی	سونے کی بیڑیان ہون اگر ہم دعا کرین
دست حنائی مین ید بیضا بنے جو پھول	بیعت خوشی سے موسی معجز نما کرین
اللہ کیا نہین ہی جو ہون ہم بتون کے رام	اُنکی ہو جن کی ان سے وہ صدمہ سہا کرین

۹۲	امید وصل یار پہ جیتے ہین ہم وقار کہتا ہی اُن سے کون کہ وعدہ وفا کرین	۱۱

مانا مزون کی لوٹ مچی وصل یار مین	لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین
ہر ایک اس مین مایۂ صد گرد باد ہی	ناچیز سے جو ذرے ہین میرے غبار مین
مرنے کے بعد بھی نہ گئی روشنی قلب	آئینہ سا لگا ہی ہمارے مزار مین
کوئی کسی طرح کی نہین ہی اسے ہوس	سینہ مین میرے دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنے کو آپ آئینگے لیکن یہ عرض ہی
ہوگی تلاش وعظ و کتھا خوان کی خبر مین
لاغر ہین اپنے خندۂ دندان نما نہ کر
واعظ کی زینہار نہ مانینگے بات ہم
بس بس گئے شور سے مرے اب تک بھرے ہین کان
اب دام عنکبوت مین پھنستا ہی شاہباز

انکار کی بھی تہ رہے قول و قرار مین
شاید کہ سننے والے بھی ہون اُس شمار مین
گھڑیال کا نہو گہر آبدار مین
اشراف توبہ کرتے ہین فصل بہار مین
کھینچا تمھارات خواب مین کس کو کنار مین
الجھا رہا ہون یار کو باتون کے تار مین

۹۳
سوکھے خزان مین خار کے مانند ای وقار
شبنم کی طرح روتے رہے ہم بہار مین
۵

جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتے ہین
جس گھڑی دیکھتے ہین تیغ دو دم کو اپنی
نرم خو یون ہے کبھی عشق کی پرسش نہوئی
آہوے چشم کی الفت مین یہ چمکی وحشت

تو زبان خامہ کی پہلے ہی قلم کرتے ہین
ساتھ ہی ذنا فتحا کو وہ دم کرتے ہین
وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتے ہین
اپنے سایہ سے بھی ہم دشت مین رم کرتے ہین

۹۴
یہ بھی اک بات نئی ہم نے نکالی ہی وقار
رنج کی اپنے خوشی عیش کا غم کرتے ہین
۱۰

ردیف واو

وہ کون ہی پسند نہ جس کو تمثیل ہو
گریا دگر یہ مین تری چشم کحیل ہو

کیا بات آپ کی ہے حسین ہو شکیل ہو
آب سرشک آب رخ رود نیل ہو

اُف کر دے نالۂ شرر افشان زمانے کو / یہ اور بات ہی جو اُدھر سے ہی ڈھیل ہو

سینہ پہ میرے دست حنائی جو رکھو تم / ہر ایک داغ رونق باغ خلیل ہو

سرو سہی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا / ای جان بیوقوف ہو وہ جو طویل ہو

وہ ایک ہو کہ آئینہ مین بھی نہین ہے عکس / احول تلک یہ کہتے ہین تم بعدیل ہو

آنکھین چرائین گریہ نے منہ پھیرا آہ نے / کیا روز بد مین کوئی کسی کا کفیل ہو

آنکھون کے پردے گل گئے نم سے سرشک کے / اندیشہ کا مقام ہی جس گھر مین سیل ہو

ملک عدم کا عزم ہی توشہ نہین ہے پاس / دے ڈال ایک بوسہ کہ زاد السبیل ہو

٩٥ — تم سا مراد آباد مین کوئی نہین وقار / احسان مین کرم مین عدیم المثیل ہو — ٩

چاہتا ہی دل مرا پھر گیسوئے خمدار کو / طے مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو

یاد عارض نے کیا معدوم جسم زار کو / چاندنی نے آج ڈھایا ہی مری دیوار کو

گر نہین دیتے ہو بوسہ لب کا اے صاحب تو دو / چوم لونگا مین وہان زخم سے تلوار کو

بزم رندان مین نجا یہ لوگ ہین بگڑے ہوے / کس لیے ڈھاتا ہی واعظ گنبد دستار کو

دیدۂ یعقوب بینا جامۂ یوسف سے ہو / اُس کے ڈورون سے مگر رشتہ ہی اس کے تار کو

ہی گل عارض مین تیری شمع کے شعلے کا رنگ / کیون نہ بدلین بلبلین گلگیر سے منقار کو

عرش پر کرسی نشین ہوگا نہ شیطان لعین / دخل کوٹھے پر نہوگا یار کے اغیار کو

کب خریدارون کی اُس کے بھیڑ کوچہ مین نہین / شے جو گھر بکتی ہی وہ جاتی نہین بازار کو

۹۶	اس زمین مین منھ جو کھولے منھ کی کھائے وقار معجزے کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو	۶

غرض کسکو کسی کو تم اٹھا دو	مگر نقش اپنا محفل مین جما دو
یہ مین کہتا ہون واپس دل مرا دو	مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہوا دو
ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم	رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو
کہا مشک ختن زلف سیہ کو	خطا کی مین نے جو چاہا ہو سزا دو
ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ	خوشی سے تم خدا کے گھر کو ڈھا دو
لب شیرین سے دو گالی عدو کو	کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو

۹۷	لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا وقار ان کو ذرا جا کر سنا دو	۹

لب پان خوردہ کھلا رہنے دو	گل خوبی کو کھلا رہنے دو
سر اٹھاؤ نہ لب بام آکر	زیر دیوار پڑا رہنے دو
گر نہین پاس بٹھانا منظور	دور ہی مجھکو کھڑا رہنے دو
سر بام آ کے لڑاؤ آنکھین	طاق نسیان پہ حیا رہنے دو
رکھو مرہم نہ مرے داغون پہ	چمن عشق کھلا رہنے دو
مہر سے قہر مین ہے زائد لطف	زہر دو آب بقا رہنے دو
فربہ فربہ ابھی پھنستے ہین شکار	دام گیسو کا کھلا رہنے دو

	...قسم تیغ کی گردن کا مرے	آج تسمہ نہ لگا رہنے دو	
۹۸	وہ اگر روٹھے ہین تو تم بھی وقار کچھ مزاج اپنا اُکا رہنے دو		۵
	تو وہ انسان ہی ایمان جو پاؤن تجکو مجسا عاشق نہوا ہی کوئی معشوق مزاج گر میان شوق سے کر غیر سے مین بھی اکدن مصرع زلف مین دل تو مرا باندھا ہی مگر	آنکھ کے ساتوین پردے مین بٹھاؤن تجکو یاد رکھ مین نہ مناؤن نہ مناؤن تجکو انکھین ٹھنڈی ترے آنچون سے جلاؤن تجکو مین بھی سو پیچ کے مضمون مین لاؤن تجکو	
۹۹	تو بھی حیران و پریشان ابھی ہوجائے وقار گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو		۸
	معشوق ہی وہی جسے میل وفا نہو بندش وہ ہم نے کی ہی جو چشم آشنا نہو حرف غرض سے لب نہون زنہار آشنا موزون نہ ایک مصرع پرپیچ ہو کبھی ناموس نذر کردۂ آغاز عشق یار ممکن نہین ہی آئنہ مین مو رگھر کرے لب پر مسی کا اب نہ دھبا لگائیے	عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو مضمون وہ لکھا ہی جو کانون سنا نہو دل جلوہ گاہ حرص کبھی ای خدا نہو دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو انجام سوچتے نہین کیا ہوئے کیا نہو سینہ مین میرے دخل فریب و دغا نہو قیمت مین لعل سے کبھی نیلم سوا نہو	
۱۰۰	دیوان مین جو وصل کے مضمون لکھن وقار	آپس سے پھر ورق کوئی ہرگز جدا نہو	۱۲

رونے مین جو یاد وہ مسی ہو
کس طرح نہ اشک نیلمی ہو

کیا فائدہ قصۂ عدو سے
وہ بات کہو جو کام کی ہو

میٹھی تری باتون پہ موا ہون
سنگ سر قبر شربتی ہو

مرنے کی مراد کیون نمانون
جب وصل ترا نہ جیتے جی ہو

مشتاق ہے میری پارسائی
معشوق بھی کوئی پارسی ہو

قاتل ہی مرا وہ صندلی رنگ
تختون کو اُسی کے صندلی ہو

مانو کہ نمانو بات میری
انسان نہین ہو تم پری ہو

تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
قابو مین اگر ہمارا جی ہو

کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
ہے مہر جو ذرہ پروری ہو

وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
گر ہجر کی شب مین چاندنی ہو

بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے
کس رنگ نہ مجھکو بیکلی ہو

۱۰۱	مضمون ہو وقار وہ غزل مین ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو	۷

تم کہین ظلم سے باز آتے ہو
خاک پھر گلیون کی چھنواتے ہو

رقص مین راگ نیا لاتے ہو
فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو

نہ شگفتہ ہوئے آغوش مین تم
پھول کی طرح سے کمہلاتے ہو

بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
بال کی طرح سے بل کھاتے ہو

	ٹ کھایا تو نہیں ہی مین سنے ہمکو غرا نہیں جانبازی پر		بوسہ کے لینے پہ جھنجھلاتے ہو بوسہ دیتے ہوئے اتراتے ہو
۱۰۲	آپ کے ساتھ وقار آتا ہے یہ نئی سر پہ بلا لاتے ہو		۷
	نہ دیکھا اشک سے خالی کبھی ان چشم گریان کو یہن بھیجا پھول مین سوسن کے کلیان مین نسرین کی گئے صحرا مین ہوا آپ کو جب شہر مین دیکھا ترشوا و خدرا تم خط نگین کو اعضا عدو سے جو کچھ تقلید سے سیر پائیگی ہر اک کانٹے کو باندھا دامنوں مین ہم نے جھالوں کے		ستاروں سے بھرا دیکھا ہمیشہ برج میزان کو مسی مالیدہ لب پہ جبکہ دیکھا دُر دندان کو ابھی یہ شہر مین آئین جنون تم جاؤ بیابان کو بڑھا جب سبزہ خودرو کیا غارت گلستان کو نہ پہونچے شیر قالین کا کبھی شیر نیستان کو کیا جب یاد صحرا مین کسی کے موے مژگان کو
۱۰۳	ہوا ظاہر وقار اسرار مجھی مرغ حق گو سے کہ انسان پر شرف یاد الٰہی مین ہی حیوان کو		۵
	ہی ہوا یار کی اڑتا ہوا گھوڑا مجکو دور پھینکا جورہ یار کا روڑا مین ہوا بدمزہ ہوگئے نہ دے ساغر بادہ بھر کر رنج یہ اس نے دیے سانس ہی لینا مشکل		وحشت دل کا پر اب چاہیے گوڑا مجکو ٹھوکر دن مین بھی فلک تو نے چھوڑا مجکو ہی بہت لطف سے گر دیجیے تھوڑا مجکو ہو گیا ہی مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو
۱۰۴	حسرت دید دم مرگ رہی دل مین وقار	نیم بسمل بھی جو قاتل نے چھوڑا مجکو	۷

ردیف ہاے ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیرے کف پا کے برابر آئینہ

غیر کو رکھنے ندو منھ عارض پُر نور پر
بھاپ سے ہوتا ہی ای صاحب مکدر آئینہ

مجکو حیرت ہی کہون کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر اُن کا مصاحب شانہ دن بھر آئینہ

گر نہین دیکھا ہی اُنکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دست مشاطہ مین ششدر آئینہ

خط مین لکھا اس قدر مضمون رُوے صاف کا
بن گئے ہین بال پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سے محبوب خوش منظر کا ہی حاجت روا
وقت کا اپنے سکندر ہی مقرر آئینہ

۱۰۵
وہی جلا دل کو جلا کر آپ ہم نے ای وقار
صاف خاکستر سے ہو گر ہو مکدر آئینہ
۹

کھولا کر زخم مین ای ترک گرفتار کی راہ
دیکھتی جان ہی تن مین تری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اُس گل کے تصور ہی مجھے
پیش آئے گی مگر وادی پرخار کی راہ

دل نالان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پر
کاٹنی پھر پڑی سر سے کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھرتہ چشم میگون
پھر سیہ مست نے لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نے باغ کی لی کبک نے کہسار کی راہ

زخم گہرے سے لگا اور بھی گھرا کوئی
کھوئی اے جان نکرا اپنے دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پانون پہ چلتے چلتے
سر موٹی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور رہی گر ملک عدم کی ای دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

۱۰۶	حسرتین نکلین اگر زخم ہو پہلو مین وقار میرے ذرون کو ملے روزن دیوار کی راہ	۵

تری ہر بات ہی اے یار عمدہ — انوکھی چال ہے گفتار عمدہ
ہمین نازش ہی اپنی عمدگی پر — ملا نام خدا دلدار عمدہ
گل و غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون — دہن بھی خوب ہی رخسار عمدہ
چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان — سمجھتے ہم ہین گل سے خار عمدہ

۱۰۷	وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو کہ ہے شعرون مین بالتکرار عمدہ	۱۱

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کے ساتھ — نہ کھیے ہم سے کوئی بات آپ تو کے ساتھ
پکڑنا بات کا کیسا زبان پکڑتا ہی — وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کے ساتھ
وصال مین بھی تو بن بن کے وہ بگڑتا ہی — الٰہی کیسے نبھے یار تندخو کے ساتھ
دل و جگر پہ مرے صدمہ کچھ نہ کچھ پہونچا — کہ اشک آنے لگے دل آب لہو کے ساتھ
مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین — لڑائی کون کرے ایسے جنگ جو کے ساتھ
شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم — جلے گا خرمن برق ایک تیرے جھو کے ساتھ
پسند آئی نہ اُس کو ہماری تنہائی — ہمیشہ رکھا ہین اُس نے آرزو کے ساتھ
مریض عشق نہ چنگا ہو کہنے سننے سے — یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کے ساتھ
مین ناتوان ہون اور زخم فربہ ہین جراح — نکل ہی جائیگا دم بخیہ و رفو کے ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتۂ الفت — جڑا ازل سے ہی میری رگ گلو کے ساتھ

۱۰۸ — کڑی اُٹھاتے ہو زنجیر پا و گردن کی / وقار ربط ہی کس زلف مشکبو کے ساتھ — ۵

ردیف یاے تحتانی

اُس نے کیا آنکھیں دکھائیں عمر بھر وحشت رہی — آہوان دشت سے شام و سحر صحبت رہی

خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط — شرح بھی لکھی گئی پر متن میں دقت رہی

مصحف رخ خال سرمہ سے نکر زیر و زبر — نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی

زیست میں پھاڑ اگر یبان بعد مرنے کے کفن — میں رہا جیسا وہان میری نئی حالت رہی

۱۰۹ — بن گئی آئینہ میں موج نفس طوطی وقار / محو خط کی اُس کے سکتے میں بھی یہ حالت رہی — ۵

کیا ہی ناک میں دم کعز و دین نے — مٹایا نقش عشرت آن و این نے

جو عطر گل میں بو ہے ناز بو کی — یہ کھینچا ہے مگر اُس نازنین نے

نہیں ہی جور کا شکوہ تمھارے — ستایا ہے دل اندوہگین نے

ہوا ہے دشمن جان یار جانی — مجھے کاٹا ہے مار آستین نے

۱۱۰ — وقار اک مصرع مقطع ہے شعر سے / یہ پکڑا اوج شعرون کی زمین نے — ۱۱

ای خدا یون ہی فلک بر سر بیداد رہے — روندتا خاک عرب وہ ستم ایجاد رہے

قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے
ہم رہے جس جگہ استادون کے استاد رہے

نہ کبھی یار کی تصویر تو مثل تصویر
دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے

مجسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی
یہ سخن اے ستم ایجاد ذرا یاد رہے

حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو
قید شیشہ مین ہمارے یہ پریزاد رہے

عشق گیسو مین ہوے خانہ زنجیر مین قید
للہ الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے

کشور دل مین ہمارے ہی سمائی غم کی
یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہی اگر آباد رہے

داد لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا
اس پہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے

حسن پر تمکو یہ غرا ہی کہ اتراتے ہو
عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بری یاد رہے

مجکو گر دیکھے مری تیغ ہنر کا جو رنگ
اپنے جوہر سے جدا خنجر فولاد رہے

۱۱۱

حسرت دید نہ رہ جاے مرے دل مین وقار
کچھ تو شمشیر کو تانے ہوئے جلاد رہے

۱۰

کہون بگڑے کے عالم کو کہ کیا ہے
مگر زلف سیہ بال ہما ہے

ملے غیرون سے دل ہم سے جدا ہی
رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہی

غضب غمزہ ہی انکا قہر ہے ناز
ستم انداز ہے آفت ادا ہی

نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سے دیکھو
کہون کیا حال دل تم سے کہ کیا ہی

گئے یہ عشوۂ خونریز کو پر
ٹپکتی چشم جانان سے حیا ہی

نہ مجھے دے دیا دل خالی الذہن
بھری ان دلفریبون مین دغا ہی

عبث ہی چارہ جوئی دو ستون کو
نظر آتی نہیں بچتی مجھے جان
مریض عشق سے کرتا ہے کیا وصل

مرض ہی عشق کا سو لا دوا ہے
شمیم زلف بھی کالی بلا ہی
بگڑنی کیا مزاج اب یہ دوا ہی

۱۱۲	جواب خط وقار آئے نہ وان سے یہی تقدیر مین میری لکھا ہے	۷

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
مست مستانہ چلے آتے ہین وہ میخانہ سے
روح مرقد مین نہ ٹھہری بن کے طائر اڑ گئی
چشم کے بیمار کا غمخوار یان کوئی نہین
خط لب نے اُس کے ابرو کی بڑھائی آبرو
چار میخون سے وتد کی بحث مین دشمن بندھا

تشنگی سے پھیرتا لب پر زبان بیمار ہے
لڑکھڑاتے پاؤن ہین بکھری ہوئی دستار ہے
بعد مردن بھی ہوا سے کوچۂ دلدار ہی
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خونبار ہے
حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہی
کُھل گیا ہمکو ہتیلی کے سبب یہ مار ہی

۱۱۳	تو نہو مغرور اُس کی دوستی پر اے وقار روٹھ بیٹھے گا یہ اُس کا چار دن کا پیار ہی	۵

غنچے پیکان کے سپر کے پھول پھل تلوار کے
مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر ہی کینچلی
گر میان یان غیر سے کرتا ہی تو امی سرد مہر
تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز رو فراخ

فصل گو مین بھی سیر سیر ہین گلزار کے
لوگ کہتے ہین کہ بکھرے پیچ ہین دستار کے
دست و پا وان پڑ گئے ٹھنڈے ترے بیمار کے
کام سوزن سے پڑا دامن کو کب جو بار کے

۱۱۴	قید ہستی سے وقار اک دم مین ہی مجکو نجات جان تصدق کیجیے سر پہ یار کی تلوار کے	۷

جو کیفیت لکھون اشک و فغان کی — کرون تشبیہ زنگ و کاروان کی
کمر سے کیون اُلجھتی ہی تری زلف — لڑائی کیا قوی و ناتوان کی
غم شبہاے فرقت شوق سے آئے — کسے خاطر نہین ہی میہمان کی
سوال وصل مین ای جان عالم — بجز ہُون کے کبھی تم نے نہ ہان کی
تمھارے گوشۂ ابرو کے تل سے — نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی
کیا پھر چشم نے مژگان کو سیدھا — صف آرائی ہی پھر چنگیز خان کی

۱۱۵	تصور مین وقار اک رشک گل کے ہوا کس کو ہے باغ و بوستان کی	۱۲

زلف سیاہ یار کا مجکو خیال ہے — کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہی
مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہی — بادہ سے بڑھ کے نشہ مین صہبائے آل ہی
پتلی کمر کا یار کی دل مین خیال ہی — اللہ والی ہی مرے شیشہ مین بال ہی
ہنسنے کے ساتھ زخم نے کین خون فشانیان — سچ کہتے ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہی
عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون — مین ہون اور اپنی ہر گھڑی مجکو سنبھال ہی
لکھونگا نون و صاد مین ابرو و چشم کو — مصحف کے روئے یار پہ صادق مثال ہی
ہی مانگ کہکشان تری ماہ تمام رخ — ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہی

خالق نے میرے مجکو عطار دنش کیا	گذرے گی خوب یار بھی زہو مثال ہی
دو بیڑیان پہناؤ کر زلف دو تا کا عشق	کچھ اگلے سال سے بھی سوا ایکی سال ہی
مضمون ذہن کا فکر سے بچتا نہین کبھی	عنقا کے پھانسنے کا ہمارا ہی جال ہی
تمئیز خوب و زشت کی ہرگز نہین رہی	اب رنج سے حواس مین یہ اختلال ہی

۱۱۶	آغاز ہی مین کھل گیا انجام ای وقار فکر وصال یار پیام وصال ہے	۹

دن گزرتا ہے بیقراری سے	رات کٹتی ہے آہ وزاری سے
ہی توقع سیاہ کاری سے	توبہ ہوگی نہ بادہ خواری سے
جنبش ابرو کی کرگئی ہے کام	مرگیا ایک زخم کاری سے
ہی محبت اُنھین عداوت سے	دشمنی اُن کو دوستداری سے
میری ملتی نہین ہے کوڑی آج	تم تو دیکھو ذرا کٹاری سے
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوے	دیا بوسہ تو شرمساری سے
دورۂ عمر ہو گیا آخر	نہ پھرے ہم شراب خواری سے
شب وصل اُس سے آنکھ سکتے ہم	ملتی مہلت جو اشکباری سے

۱۱۷	گل اگر آپ ہین وقار ہے خار وجہ نفرت کی ہمکناری سے	۱۳

...دہ ای دل بہار آتی ہی	جوشش لالہ زار آتی ہے

غمزہ کرتی بہار آتی ہے
پہنے پھولون کا ہار آتی ہے

بوے گل ہے ہوا کے گھوڑے پر
رنگ اُڑاتی بہار آتی ہی

موج جب دیکھتا ہون دریا کی
یاد رفتار یار آتی ہے

مین وہ ہون صید ناتوان وزبون
دام کو جس سے عار آتی ہی

چونک ای اضطراب روز فراق
پھر شب انتظار آتی ہی

ہی جو دل مین خیال ابرو کا
آہ لب پر فگار آتی ہی

یاد کاکل مین ایک کالی بلا
اژدہے پر سوار آتی ہی

تیغ ہی لے ملاؤ گر تمکو
گلے ملنے سے عار آتی ہی

ناز وعشوہ کو پھر کیا رخصت
خیر ہو پھر پکار آتی ہی

موت سوداے زلف وگیسو مین
اب دو اسپہ سوار آتی ہی

شوخی و دلبری و چالاکی
ہو لے اُس پر نثار آتی ہی

١٨	گر ہو رکھی ہوئی بُری بھی شے کام اک دن وقار آتی ہے	٧

کون ہے جس کی ایسی صورت ہی
کس کو خوبی مین تم سے نسبت ہی

خانۂ دل مین ہے خیال صنم
یہ وہ کعبہ ہے جس مین مورت ہی

زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے
سبزۂ خط نئی عبارت ہی

بات خالی نہین ہے شوخی سے
جیتو نون مین بھری شرارت ہی

سے ہے عبادت تمھارے نام کی رٹ	جس کا طاعت ہی نام اطاعت ہی
نہین سنتے بھلے کی اپنے بات	کیا بُری آپ کی طبیعت ہی

۱۱۹	جان کی کل وقار باری رہے آج تاب و توان کی رخصت ہے	۹

وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے	غرور حسینان مٹاتے رہے
دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب	سحر تک وہ گیسو بناتے رہے
دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی	کہ ہم سارے کامون سے جاتے رہے
کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا	وہ آنے مین دیرین لگاتے رہے
مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا	وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے
ترے روبرو آئے کیا آئنہ	مہ و مہر آنکھین چراتے رہے
کسی کے لیے ہم بگولے کی طرح	سدا دشت مین خاک اڑاتے رہے
وہ لکھائیے غیر کے نام خط	مرا نقش ہستی مٹاتے رہے

۱۲۰	وقار اشک سے کھل گیا راز عشق وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے	۷

نہ پھیرا منھ شب ہجران قضا سے	ادا کی شرط جانبازی وفا سے
مین سمجھا چاند پر قربان ہوا ابر	اُڑی جب زلف عارض پر ہوا سے
انھین اٹھکھیلیون سے چال چلنی	کوئی پامال ہو اُن کی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل — ارے ظالم نہ باز آیا دغا سے
ہنسے وہ ہو گیا موتی کا مالا — گلے مین صاف دندان کی ضیا سے
صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے — یہ مل جُل آئی کس گل کی قبا سے

١٢١	وقار اُستاد ہے تسلیم میرا مجھے ہے کام تسلیم و رضا سے	٧

زبان خلق پہ جاری ہی گفتگو میری — ہی دھوم فیض محبت سے چارسو میری
خدا بچائے کہ ہر دم ہی جان کا کھٹکا — ہے تاک جھانک مین وہ یار جنگجو میری
کلام اُس کا یہ ہی آئنہ کو کیا دیکھون — ہے اُس سے بڑھ کے کہین صورت نکو میری
مین دامن دل صد چاک کیا دکھاؤنگا — مدد کرے کہین بہر خدا رفو میری
مین خاکسار ہون اُس ذات پاک کا بندہ — نماز جس کو پسند آئی بے وضو میری
کہا ہی سہو سے زلف سیہ کو مشک ختن — کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

١٢٢	سخن سرایون نے رکھا وقار نام مرا بڑھی ہے کشور معنی مین آبرو میری	٥

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی — پر قیام آپ کا قیامت ہی
چھٹ گئی نبض پھر گئین آنکھین — زیست کی کونسی علامت ہی
چشم بد دور سحر ہین آنکھین — ہر سخن آپ کا کرامت ہی
تیغ قاتل چلی تو آئے گی — کوچہ زخم اگر سلامت ہی

۱۲۳	اے وقار اُن کے زلف کی ہے لٹک اپنے اعمال کی یہ شامت ہے	۹

جان جان شاد ہو تو میری نغمہ خوانی سے
گل کھلا جاتا ہے بلبل کی خوش الحانی سے

ہے قران ماہ کا زہرہ سے منجم بولے
رات بالا جو ملا آپ کی پیشانی سے

ہے مری آہ کہ صد موج سے زمین پر ہو نہال
چرخ گرداب مین ہے اشک کی طغیانی سے

سینہ کوبی سے مری کوہ کا ٹکڑے ہے جگر
دشت مین غل ہے مری سلسلہ جنبانی سے

قیس سے باج ابھی لون ابھی وہ امق سے خراج
جمع خاطر ہو اگر دل کی پریشانی سے

خال سرمہ کا لگاتے ہین تہ زلف وہ آج
طائر دل نہ کہین پھنس رہے نادانی سے

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹ کر اپنا ہم نے
طے کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے

اعتراض آپ کے یارون پہ کرون میرا منھ
ہیچ بقول آپ کے ہم نہین خاقانی سے

۱۲۴	تا لے اس طرح وقار آج چمن مین کھینچے توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے	۱۰

سرخ پھر مہندی سے اُس کا کف پا ہوتا ہے
پھر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہے

تل سے اُس چشم کے دل مست سوا ہوتا ہے
مشک سے نشہ بھی زور بلا ہوتا ہے

راہ مین بیک لٹا نامہ نہ پہونچا اُس تک
وہی ہوتا ہے جو قسمت مین لکھا ہوتا ہے

مار کاکل نے ڈسا چشم سیہ نے مارا
دیکھون اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہے

کھلے بالون کو جو دیکھا تو ہوئی دل کو اٹک
آج گو نذر کیا ہین وہ دیکھیے کیا ہوتا ہے

لال ہین ہر بہوٹی سے تھے دست حنا بھر گئی شب گل شبو سے کلائی کرنے نالہ کرتا ہون تو ہوتے ہین گران خاطر آپ عشق نے کر کے خمیدہ مجھے مشہور کیا		گہین سر سبز یہان رنگ حنا ہوتا ہی نشۂ حسن ہین بھی زور بلا ہوتا ہی ورنہ دم سینہ ہین رگ رگ کے خفا ہوتا ہی مہ نو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہی
۱۲۵	بے زبان ہین دہن زخم تنِ زار وقار مقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہے	۷
قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہی بر سر جور و جفا پھر وہ ستم ایجاد ہے چشم سوسن سے جو کی تشبیہ چشم یار کی پھاڑے کھاتے ہین ستارے یادِ دندان مین مجھے اے صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا ہین حسد کے یہ کرشمے شوخیان ہین بغض کی		شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہی واہ ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہی بول اٹھا یکبار لالہ اس سے میرا صاد ہی یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہی اب فقط نازک سخن یہ خانمان برباد ہی ایک جاہل تیز کرتا خنجر ایراد ہی
۱۲۶	داد جاہل شعر کی اپنے نہ دے کیونکر وقار باپ تو اچھا کہے گا گو بری اولاد ہے	۹
اے دل ناشاد کچھ ٹھٹھہ ہنسی فریاد ہی چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہی بیکسی کا تھا یہ عالم آج میری نعش پر		یہ جو سیدھی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہی اک بلائے سخت ہر گھر مین مرے آباد ہی اس نے خود پوچھا یہ کس کا کشتۂ بیداد ہی

وادی وحشت مین ہی جوش جنون میرا خضر — قیس سے بیعت ہی مجکو کوہکن اُستاد ہی
ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی چوڑی کی طرح — موم سے بھی نرم میرے روبرو فولاد ہی
قبر مین بھی پانون پھیلا کر نہ سونے پائین گے — گر ہمارے دل کو ایسی ہی تمھاری یاد ہی
اس قدر الفت مری طوق و سلاسل سے بڑھی — خط آزادی مین بھی شان خط حداد ہی
کھنچ چکی ہوے میان یار کی تجھ سے لچک — ہو قلم مین لوح اگر تیرے بھی بہزاد ہی

۱۲۷	اس زمین مین ہی غزل تسلیم کی لیکن وقار کیا کرون معذور ہون احباب کا ارشاد ہے	۶

اُس چشم فتنہ گر کی شرارت نہ جائے گی — غمزے یہی رہین گے اشارت نہ جائے گی
منہ سے اُٹھائے گا نہ وہ زلف سیاہ کو — مجھ تیرہ روز کی شب کلفت نہ جائے گی
بیٹھے ہین رند بگڑے ہوے آج بزم مین — نبت عنب یہان سے سلامت نہ جائے گی
شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری — لیکن شراب لعل کی حرمت نہ جائے گی
سودا اسے زلف کا یہی گر سلسلہ رہا — تیرے مریض عشق کی وحشت نہ جائے گی

۱۲۸	نرگس اُگے گی قبر پہ بعد از فنا وقار نظارہ بازی کی مری عادت نہ جائے گی	۸

دیوار پہ ہی چین نہ در پر قرار ہی — حیران ہون کس کے آنے کا یہ انتظار ہی
دل شوق وصل یار مین بے اختیار ہی — بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہی
پھر موج خیز گریۂ طوفان نثار ہی — مژگان تر ہے یا رگ ابر بہار ہی

نرگس اُگی ہی سبزے کے بدلے مزار پر

دو تین جام اور بھی دے میکدہ کی خیر

کس رنگ سے کھلا ہی گا گل دیکھیے جواب

ملنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم

مرنے کے بعد بھی یہ ترا انتظار رہی

آنکھون مین ساقیا ابھی باقی خمار ہی

اُس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خوش استگار ہی

چھپنے کی ہی لپک کہ لحد کا فشار رہی

۱۲۹ تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال

صورت قرار کی مجھے شکل فرار ہے ۱۰

پھانسا ہی دل کو زلف سمر و وش یار نے

وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا

آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ

قطرہ سے بحر ذرہ سے خورشید ہو گیا

عین الکمال چشم پہ اُس کے نہ ڈالی آنکھ

جامہ کو جامہ وار نے اپنے کیا قبا

دشمن بھی مرے حال پہ روتے ہین زار زار

پوچھیگا جب خدا تو کہون گا مین برملا

تھی کائنات آبرو بس ایک بوند

کاٹا ہی مجکو اُڑتے ہوے آج مار نے

دامن مین گل کے ڈھانک لیا نسیم بہار نے

لی جان ورنہ آج شب انتظار نے

اونچا کیا ہی مجکو مرے انکسار نے

چھریان سنبھالین سرمۂ دنبالہ دار نے

دکھلائے ٹھاٹ داغون کے وہ جسم زار نے

یہ آبرو بڑھائی مری چشم زار نے

بٹیا ہی خون خنجر ابروے یار نے

وہ بھی ملادی خاک مین ندان مار نے

۱۳۰ کیون کر زمین نظم نہو رشک آسمان

توقیر کی ہی شعر و سخن کی وقار نے ۸

ابھی کھل جائین گی آنکھین مطر کی — ہوئی بارش جو میرے چشم تر کی
لڑی خورشید رو سے آنکھ کس کی — مگر ہم نے تو نذر اُس کے نظر کی
بنے دُرِ نجف ہر قطرۂ اشک — رُلائے یاد اگر موے کمر کی
وہ کافر گر ہو پہلو مین میرے — بہار خلد ہے آتش سقر کی
کبھی ای آئینہ رو میرے گھر پر — ہوئی پھبتی نہ آئینہ کے گھر کی
گیا جب سے وہ کافر میرے گھر سے — خبر مجکو نہین ہے اپنے گھر کی
بھلائی عیب کا رکھا گیا نام — زمانے مین یہ ذلت ہے ہنر کی

۱۳۱ — جواب خط کے بدلے ای وقار آج
سنائی آئی میرے نامہ بر کی — ۱۱

ہوئی پھر مجکو الفت سیمبر کی — ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی
نہ بھاگے خوف بدنامی سے عشاق — نہ پکڑی آڑ مردون نے سپر کی
نہو گر شمع مدفن مین نہین غم — تجلی چاہیے داغ جگر کی
نہوگا صاف دل وہ نیشکر قد — گرہ کھلتی نہین ہے نیشکر کی
نہ چھوڑو زلف کا کوسلے پہ لنگر — خبر لو بال سی پتلی کمر کی
ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید — اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی
بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا — لکھی ہے جب صفت اُس کی کمر کی
مجھے ای ترک دونون چوٹ ہین ایک — بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

حسین دل پر مرے کرتے ہین قبضہ		خبر ای بیخبر لے اپنے گھر کی
مین اُس صحرا مین چل کر مر رہونگا		نہ آئے کچھ بھنک اُن کے خبر کی
۱۳۲	تصور مین وقار اک لعل لب کے لہو رو رو کے شب ہم تے سحر کی	۱۰
ہوس پھر ہوئی کوچہ یار کی		ہوا سے اُڑی سیر گلزار کی
سُناتے گئے لن ترانی ہین آپ		یہان کس کو چاہت ہے دلدار کی
کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن		خدا کی قسم فکر بیکار کی
مین جاتا نہ ہنگامۂ حشر مین		نہوتی اگر جست وجو یار کی
اجل ہر طرف ڈھونڈھتی گھر مین ہے		سخافت یہ ہے تیرے بیمار کی
بنائین گے مرقد مین منکر نکیر		یہ حالت ہی میرے تن زار کی
وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری		بنایا تلاش اُس کی سو بار کی
بنائین گے ساقی بہار آتے ہی		ہمین فکر ہے اک طرحدار کی
یہ ہے رنگ اس گل کی تعظیم کا		ہوا ہی جو غنچون کے دستار کی
۱۳۳	چپکائین گے جھگڑے کو ہم خود وقار خوشامد کرے کون مختار کی	۷
وہ ہی کون جس سے کہون بات اُنکی		ہر اک شخص کو ہی مدارات اُن کی
زبان کتنی فضل الٰہی سے شیرین		ڈلی ہے مٹھائی کی ہر بات اُنکی

نجاؤن گا واعظ کی اونچی دکان پر — کھلی سب ہی مجھ پر کرامات انکی
ٹلی شام شامت کی اپنی نہ ہرگز — سحر یان نہ اک دن ہوئی رات انکی
ہین ورد اپنا جا کر کہون کس سے یا رب — زمانے سے ٹھہری ملاقات انکی
جو ساقی سے رکھتے نہین کام میکش — تلف ہوتی ہے مفت اوقات انکی

۱۳۴	عبث غل ہین کرتے وقار ان کے در پر پذیرا نہین ہے مناجات ان کی	۸

غضب کی بلا ہین ادائین تمھاری — بلا کیون نہ لے پھر بلائین تمھاری
حسین شہر کے سب جھپکتے ہین تم سے — چمن مین بندھی ہین ہوائین تمھاری
ہماری نکوئی بدی مین ہے شامل — صوابون مین داخل خطائین تمھاری
مجھے لعل اعجاز پرور نے مارا — فسون اپنا آنکھین دکھائین تمھاری
لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت — مجھے کوستی ہین دعائین تمھاری
چلین رشک سے سر پہ آرے نہ کیونکر — عدو مانگ پٹی بنائین تمھاری
یہ ڈر ہے نہ چھاپین کہین چھاپے والے — وفائین ہماری جفائین تمھاری

۱۳۵	وقار اس کا باعث بتاؤ کہ کیا ہے غزل مخملون مین وہ گائین تمھاری	۷

[illegible]

گر مقابل ترے رخ کے گل رعنا آئے — منہ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائے
کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھے — دیکھکر آئینہ مین عکس جو شرما جائے

ہوگئی وصل کی شب حق مین مرے روز فراق
دیکھ لے باد بہاری جو مری فکر بلند
وہ ملے دل کے عوض یہ مثل آئی صادق
کڑوے ہوکر نکرو دل کو مرے کھٹا تم

آپ پھر بوسہ رخسارہ کا جھگڑا لائے
کیا عجب ہی کہ ہوا مین کوئی بنگلا چھائے
وے ٹھکرا گا منھ سے جو شخص وہ کھوٹا پائے
اُس کو پھیکا نہین دیتے جیسے میٹھا بھائے

۱۳۶
ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ ابھی
استخوان میرے اگر یار کا کُتا کھائے
۶

چھوٹ کر کبھی نہ کاکل پیچان سے جائینگے
مٹی سے اُس زمین کے اپنا خمیر ہی
بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو
مصحف پڑھینگے عشق مین عارض کے بدخوان
آشنگفتگی مین رکھتے ہین سودا سے سلسلہ

ہم وہ نہین کہ بھاگ کے زندان سے جائینگے
مر کر بھی ہم نہ کوچہ جانان سے جائینگے
کس کس کے اس مین دیکھیے دل بھانسنے جائینگے
مومن خیال زلف مین ایمان سے جائینگے
ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائینگے

۱۳۷
ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کے ساتھ
اک دن اُٹھائے محفل خوبان سے جائینگے
۱۲

مجھے مارا ہی تھا زلف دوتا نے
کیا ہے مرتبہ اعلیٰ خدا نے
کیے جاؤ جہان تک ہون بہانے
کہون کیا حال اشک و آہ ای یار

بچایا آج مودی سے خدا نے
عجب کیا گر کوئی مجھکو بچائے
مبارک ہون تجھے آنسو بہانے
مجھے مارا ہی اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کی تھی — نہ آئے نزع مین صورت دکھانے
نہ مانے گا کبھی بندہ کی وہ بات — خدا کا حکم جو کافر نہ مانے
تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سے — دکھایا منہ مجھے کس مہ لقا نے
ہوئین اونچی نہ وہ نیچی نگاہین — ابھرنے کب دیا اُن کو حیا نے
وہ اب سنتا ہے میرے نالہ گرم — خوش آئے گل کو بلبل کے ترانے
خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو — خدا کے واسطے چھوڑو بہانے
وہ مرشد ہی یہ دل رستہ بتاسے — خضر آئین اگر رستہ بتانے

۱۳۸	سُنے جو ای وقار آنسو بہائے مگر ہین مرثیے میرے فسانے	۷

ہم جب آپ سے تجکو بت بے پیر دیکھینگے — تب اپنے نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکھینگے
کیے سینہ سپر بیٹھے ہین ہم بھی اے بت سفاک — کہان تک کاٹ کرتی ہی تری شمشیر دیکھینگے
نہ جا گیسون مین سفاکو نکلی یہ دل اپنا ڈالینگے — نہ وہ کچھ جرم دیکھینگے نہ کچھ تقصیر دیکھینگے
تجزی نقطۂ موہوم کی ہوجائیگی ثابت — دہن کو اُس کے واجب ہم دم تقریر دیکھینگے
کنائے فہم مین مغز سخن کو پہونچ جائینگے — شکست جب ہمارے خط کی وہ تحریر دیکھینگے
لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت مین — جہان اُس قاتل ظالم کی ہم شمشیر دیکھینگے

۱۳۹	وقار اُن بیڑیوں کی پیچ و تاب دل کی کیفیت مرے پاؤن کی جب ٹوٹی ہوئی زنجیر دیکھینگے	۱۱

یہ سرخی ہی جوان کے دست و پا کی — تو پھر معلوم ہی سبزی حنا کی
یہان تدبیر پر نازش رہا کی — وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی
سخن گوئی رہی چشم صنم کی — مدک خانہ سے بے پر کی اڑا کی
تصور مین نکیلی چتونون کے — چھری سی میرے سینے پر چلا کی
رہا قبضے مین ہر اک تیر قامت — کمان اجمیر مین میرے چڑھا کی
ہوا الاغزعم ابرو مین ایسا — مین نکلا جس طرف انگلی اٹھا کی
نماز پنجگانہ کو پڑھایا — جو آئی بوریا سے بوریا کی
طلب جان بخش کا کافی ہے بوسہ — طلب کس کو یہان آب بقا کی
چھوا ہی زلف مشک آگین کو صاحب — الجھتے کیون ہو کیا مین نے خطا کی
بندھے ہین دست و پا اس رشک گل کے — بنام ایزد بن آئی ہے حنا کی

۱۴۰	وقار اپنا یہان بھی پھر رہا دل طبیعت جب رکی اس بیوفا کی	۹

روے سادہ کی ترے دیکھی جو آب و تاب ہی — گھر مین آئینہ کی خجلت سے کمر تک آب ہی
کونسا خورشید رو دیکھا ہی یارب خواب مین — دوپہر دن دھوپ کا مجکو شب مہتاب ہی
انتظار یار نے عالم نئے دکھلائے ہین — حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہی
مچھلیان جوہر نہین گی آئنہ تالاب حسن — گر بھی مژگان و رخ کی انکے آب و تاب ہی
پر تو عارض نے کس مہ رو کے مارا ہی مجھے — چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہی

عکس کا یہ روے رنگین سے ہی ادنی معجزہ
وان لب جو آب بازی غیر سے کرتے ہین آب
ہی یہ ساتھ اپنے غرور حسن کو کاوش ہنوز

ہی جو اغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہی
یان دل حسرت زدہ اور سوختن کا باب ہی
دیدۂ تر کو خیال رفتہ از دل خواب ہی

۱۴۱	سیدھی سیدھی وہ مژہ ہین غیرت ناوک وقار ابرو خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے	۹

زلف کس کی ہی کس کو سودا ہی
ہی مگر حسن و عشق کا نیرنگ
جلوۂ رخ سے ہے چشم حیران مین
عشق آیا ہی بانٹ مین میر سے
واقعی اک ڈھکوسلا ہے اجل

سر یہ کالی بلا کا سایا ہی
کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہی
عین یہ آئنہ تماشا ہی
حسن مین یار تیرا حصا ہی
ہجر جانان مین جان سے جانا ہی

۱۴۲	اُس شکر لب کی حسرت جو مین وقار آبلہ پاؤن کا بتاسا ہے	۹

تری لو اے صنم دل کو لگی ہی
بڑھے گی جان دم لے کر لبون پر
وہ ہون دل سوختہ بیکس کہ حسرت
تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل
اُڑائی ہی مہینون خاک گھر کی

حرم مین شمع بتخانہ جلی ہی
عدم کے ملک کی منزل کڑی ہی
مثال شمع تربت پر جلی ہی
گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہی
مرے نالون کی جب آندھی اُٹھی ہی

نکلی کس کی مژگان کا خلش ہی — کہ دل مین کیل لوہے کی گڑی ہی
بنت افشان جبین ہے دامن ماہ — تری ہر شے انوکھی ہے نئی ہی
خراشین خار کی دیکھین جو تن پر — وہ گل بولا لباس سوزنی ہی

۱۴۳ وقار اک عمر سے اقلیم دل مین
غم و رنج و قلق کی چھاونی ہے ۷

خواب مین بھی چاند سی صورت جو دکھلائے کوئی — شام سے تا صبح پھر کاہے کو چلائے کوئی
اپنے پہلو ہنسی کا پھر ہو رونے مین مرے — زخم کی صورت لہو پھر مجکو رلوائے کوئی
ہو سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار — ہو زغن یا ہو ہما پر یان نہ منڈلائے کوئی
ہم بھی آئے نام سے ہین کاٹ کر دینگے سر — کار فرمائی یہ اک دن تو بھلا آئے کوئی
پیر اوس کے ان دلون مین پیچ پر پیچ پڑ گئے — کب سلجھتی ہی یہ گتھی لاکھ سلجھائے کوئی
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر — مثل شمع سوختہ کاہی کو بل کھائے کوئی

۱۴۴ عشق ہی وہ بد بلا چھوٹے نہ محشر تک وقار
کیا سمجھتا مین نہین مجکو نہ سمجھائے کوئی ۵

مری خاک اُڑ کر وطن کو چلی — کہ باد بہاری چمن کو چلی
کشش قیس کے عشق کی کھُل گئی — سواری جو لیلی کی بن کو چلی
صبا نے اُڑایا ہے انداز یار — چرائی چھپائی بدن کو چلی
کہین سے لیے عطر فتنہ کی بو — صبا سیدھی اُس انجمن کو چلی

۱۴۵

بقول کسے اُس کی خاطر وقار
صبا بن کے مالن چمن کو چلی

ظاہر میں وہ الگ ہے رو ٹھے لڑے رہے
وہ سوے شب دوشالۂ پُرمتن اوڑھ کر
پہنی جو اُس نے بالیاں یاقوت سرخ کی
تھا نزع میں جو یار کے آنے کا انتظار
بتیا بیاں ہیں ساتھ گریبان کی طرح

فیض خیال سے مرے آگے کھڑے رہے
ہم مثل حاشیہ کے کنارے پڑے رہے
لخت جگر یہاں بھی مژہ پر جڑے رہے
اچھو کی طرح دم بھی گلے میں اڑے رہے
تو ہم ضرور قبر میں دم بھر گڑے رہے

سچ ہے مثل وقار بڑوں کی بڑی ہے بات
چھوٹوں کے کب جہان میں رہتے بڑے رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا میں نے گل عارض کا اپنے
بگڑ کر منہ بنایا اور بولا

مجھے لٹہ دے اک بوسہ خیرات
مثل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریاے حسن آپ ہیں کیا کہنا آپ کا
گرداب ناف ہے تو شکم موجۂ صفا

گوہر عرق میں غرق ہیں دندان کی آب سے
پستان کی کم نہیں ہے لطافت حباب سے

قطعہ

ہجر مین جس کے تڑپتے تھے پڑے خاک پہ ہم
لوٹتا دیکھ کے ہمجنس سے بولا اکثر
پھر گلگشت ادھر آیا جو وہ رشک چمن
کہ یہ کس ماہ لقا کا ہے کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق مین اک گل کے ہی دل زار و نزار
ہی ہجر جو آج وصل بھی کل ہوگا وقار
سو آہ زبان پہ لب پہ نالے ہین ہزار
ہی متصل فصل خزان جوش بہار

قطعۂ تاریخ طبع سابق دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھ سے
نہ گرد اُس کے ہو گرد آسیب لغزین
کہا لکھ کر ہے یہ کلام مصنف تحسین ۱۲۹۱

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی اُستاد مصنف

چو از فضل خدا شد طبع دیوان وقار من
ز جا بر بود طبعم را خیال سال طبع او
ز یک سی صد وقارم گشت ای تسلیم در عالم
بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم ۱۲۹۲

چکیدۂ خامۂ گہربار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص در عمر اد تسلیم سہسوانی

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن
دم فکر تاریخ دل نے کہا
کہ جس کا ہر اک شعر ہے لالہ زار
لکھو جلوۂ نظم موج بہار ۱۲۹۱ھ

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف

ہے یہ دیوان اُس سخنور کا
جس کا مدحت سرا ہوا مضمون

ہے ہر اک لفظ کی نئی بندش
ہے ہر اک شعر میں نیا مضمون

ہر ورق ہے اکھاڑا اندر کا
ہیں پری وار دلربا مضمون

اللہ اللہ وہ طبع کی شوخی
اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون

عقل حیران ہے لکھوں کیا وصف
ایک سے دس ہے دوسرا مضمون

جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے
ہے مگر قدرت خدا مضمون

فاخر آیا جو ذکر سال طبع
لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صبا تخلص اور تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین
یہ رنگ ہے شوخیوں کا چمکا کہ مہ جبینوں کو رشک آیا
غضب ہے بندش ستم ہے مضمون کوئی اعجاز ہے کہ افسون
جو سال تاریخ کے ہوں مائل تو یہ کہیں شاعران کامل

طلسم معنی ہے سحر آگین یہ سخن ہیں ہے سامری کا
جو دیکھو دیوان تو ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہے مہر خاوری کا
چھپا ہے کس کا کلام موزون کہ جس سے مطبع ہے گھر پری کا
ہے سحر مضمون فسون ان پہ یا ان پہ چھایا جو ہے سامری کا

ایضاً

سر سال تدوین دیوان صبا
ہوا کی طرح دل میں میرے بھرا

کہا میں نے عمدہ نئی ہیں غزل ۱۲۹۱ھ
عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ

جو مضمون ہیں ہے لطافت نثار ۱۲۹۱ھ
زبان کی ہے نرمی طلاقت نثار ۱۲۹۱ھ

ریاحین الفاظ عالم فریب
کلام دلاویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ

بیزدان ہے اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ
پری ہیں مضامین واہ آفرین ۱۲۹۱ھ

لکھیں ہم وسلے خوب اشعار ہیں ۱۲۹۱ھ
سخن سنج عالم طلبگار ہیں ۱۲۹۱ھ

ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم … عدو کو ہی جادوے نوکار نظم
چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کی … کہا دل نے گفتار شیرین چھپی ۱۲۹۱ھ

ریختۂ قلم گہر ریز مولوی سید ہادیعلی صاحب ہادی تخلص ہمشیرزادۂ تسلیم موصوف

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے مین … دیوان بے نظیر جناب وقار کا
ہادی نے سال طبع لکھا و طریق پر … شوخی طبع طرفہ و مضمون دلکشا ۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر … ہر اک شعر ہی غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تدوین و طبع … لکھو کار دیوان شگفتہ بہار ۱۲۹۱ھ

خوبی ذہن رسا چودھری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع … دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے … نادر لکھو شتاب کہ شیرین سخن چھپا ۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چہ گویم بوصف این دیوان … ہان مگر این قدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد … ہست گلدستۂ وقار بگو ۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودھری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی

بیزدان وہی ہی یہ دیوان رنگین … کہ ہر لفظ سے جس کے شوخی ہی ظاہر
سن طبع کی فکر تھی مجکو مضطر … کہا دل نے یکبار منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبدالمجید صاحب مجید تخلص لکھنوی

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید
ہوا ایک تاریخ جو منطبع
کہیں جس کو یہ ہے ہزاروں میں ایک
لکھی ہم نے تاریخ تاریخ نیک

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱ھ

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر
ہر لفظ پہ قربان ہوئے گوہر مکنون
امجد لکھو تاریخ زہے شوخی مضمون

خوشگوئی میرزا حسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱

من نیم ہرگز طرفدار وقار
ہان بگوش ہوش من این حرف خواند
جان معنی ہست در صورت وقار
از دمش پُر نور بزم نظم شد
حرف حرفش روح جسم شاعری
در جمل تعریف اشعارش رضا
من نیم ہرگز طرفدار سخن
واقف و دانائے اسرار سخن
طبع پاک اوست سرکار سخن
این قدر دانم ز انوار سخن
لفظ لفظش نور ابصار سخن
خوش رقم زد وادا اشعار سخن ۱۲۹۱

نتیجہ خامہ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار
خامہ در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز
طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده
گفت مطبوع جہان این نسخہ زیبا شده

طرازی قلم منشی منظور احمد صاحب منظور تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا	کہ در حسن و خوبی ندارد نظیر
در ایام مسعود شد منطبع	بافضال و الطاف رب قدیر
دم فکر تاریخ یکبارگی	چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر
اگر ہست منظور سال فرنگ	بگو طبع دیوان خاطر پذیر

رنجیدۂ قلم اعجاز رقم در شاعران نازک خیال مقدمۃ الجیش منشی فدا علی صاحب عیش

ہو گیا مطبوع دیوان وقار نکتہ دان	حضرت تسلیم سے ہے مشورہ اُن کو سدا
مصرعہ میں یہ بہتان لکھی تاریخ عیش	ذی وقار و واجب التسلیم دیوان چھپ چکا ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد الصمد صاحب لکھنوی

چو شد طبع دیوان بفضل خدا	کہ ہر مصرع اوست رشک بہار
رقم زد سن طبع کلک حکیم	کہ زیب چمن ہست نظم وقار

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین متخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار	ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار
لیے سال ہجری جو کی جاہ فکر	کہا دل نے ہے خوش بیان وقار

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار	تخلص ہے جن کا جہان میں وقار
کہہ عاشق سر زم سے کر کے کم	ہے دیوان لکھا فصاحت شعار

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع

زہے نظم پُر معنی و دلکشا — ہراک شعر واللہ ہے دلربا
قلم نے کہا کیا لکھوں اس کا سال — تو کی فکر بس میں نے بے انتہا
لکھا دو عدد کر کے احمد نے کم — قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

نتیجۂ طبع معنی زا و کرشمۂ فکر آسمان پیمای سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کاظم عرش مرحوم

گرد چون تصنیف این دیوان بتائید اله — شاعر معجز بیان و مردم عالی وقار
چشم گردون با وجود این چشمۂ شمس و قمر — مثل او انسان ندید از نوع انسان زینهار
خانۂ امید ہر اہل مراد آباد از دست — ورنه بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار
از عطاے دست دریا بار آن ابر کرم — روح حاتم در عدم محجوب ہر لیل و نہار
رفت مطبعش بعالم ہر کہ بشنید این بگفت — سحر زلفین شعر را ہم آسمان شد آشکار
بر عروج فکر او شل شہپر عنقاے طلوع — نظم شعرش کی بیاید پیش نطقش اقتدار
از صفاے بندش مضمون آن دریاے حسن — غرق شد در آب خود از رشک دُرّ شاہوار
جوہر شمشیر معنی بود گوہر مطلعش — مقطع او بہر قطع نسل بدبین ذو الفقار
وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من — گفت ہاتف بے تکلف در ثمر فکر و تار

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار شاعر بے مثال سخنور با کمال فہمی مستعد محقق و نکتہ دان حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدہ لکھنؤ سنبھال از قصبہ سرسی ضلع مراد آباد متخلص فہمی

۱۲۹۱

کس کی آمد کی خبر ہے اندنوں باد بہار — کر رہی ہے وا دامن صحرا کو جو زینت تمار
گل کھلے گا کونسا جو شد لیبان حسین — نغمہ سنجی کر رہی ہیں شاخ گل پر صد ہزار

دے رہی ہین قمریان ہر سو نقسونکی صدا
سرو یکپا ہین کھڑے مثل عصاے چوبدار

کیون حسینان چمن کھلاتے ہین جوبن کا رنگ
کیون گل مہتاب کو ہی چاندنی سے انکسار

تک رہی ہی کیون یہ دیکھو چشم حسرت سے کھڑی
دیدہ نرگس کو بتلاؤ ہی کس کا انتظار

کیا سبب صحن چمن مین آج گل چہرے اڑے
اشرفی کیون کر رہی ہی زر کو اپنے یون نثار

جو کھلے ہین گل وہ رشک عارض جانانہ ہین
عقدہاے سنبل پیچان ہی زلف تابدار

سن لیے ہین اسنے کس عاشق کے مضمون فراق
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہی داغدار

اندنون باعث ہی کیا جو دختر رز کے لیے
تاک مین مستانے ہین رنگ سے لیتے ہین اُدھار

کیون گل خورشید نے اپنی دکھائی ہی چمک
مہر ہی جس سے لب بام اس قدر کیون مسار

بلبلین بولین نہین معلوم تجھکو کیا سبب
چھپ رہا ہی مطبع عالی مین دیوان وقار

مطبع ایسا ہووے دیوان ایسا ایسے مہتمم
زین ہو السید ثلاثہ ربع مسکون را قرار

کب بھلا ذکر سخاوت اس کا مجھ سے ہو سکے
حاتم طائی کو جس کے نام سے ہی افتخار

اندنون داد و دہش کی اس کے کچھ گنتی نہین
دے رہا ہی سائلون کو زائد از حد شمار

اس کف دست کرم کو گر لکھون دریاے فیض
پانچ انگلی اسکی ہی بحر کرم کی پانچ دھار

یاالٰہی تا کہ ہین قائم زمین و آسمان
سبعہ سیارہ سے ہی تا نظم دنیا کا مدار

تا کہ ہی عشق گل و بلبل نظیر عاشقی
دامن گل سے ہین لپٹے تا کہ اس گلشن مین خار

وہ جوان بخت اور جوان دولت ہو زیر چرخ پیر
بار سر نخل قد اعدا پہ ہووے اسکے بار

از دل خود عندلیب بوستان گفت این سخن
ای قلق تاریخ این دیوان بگو باغ بہار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم والاتبار — باکلامش فخر شعر و شاعری را افتخار
دست بسته هر مضامین پیش پا استاده اش — بحر متواج طبیعت راست مضمون آبدار
هر که شد مفروق از خلقش همان مقرون شد — ذات او خُلق مجسّم از تکبر ضد و عار
هست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا — جای اربع عنصرش اخلاط او زین هر چهار
آنچنان امید ها خلق بر آمد که نیست — گر درین عهدش بجوئی در جهان امیدوار
جمله اهل جود موزون شد او موزون به — گر بسنجد پیش او کم وزن باشد هیچکار
شش جهات چارسو از بذل او خشنود شد — هکذا والاسمه کالشمس فی نصف النهار
گر همی خواهی که از سایش شوی تو فیضیاب — اظهر و ابین شده در خلق با کشن کمار
هست میل خاطرش چون بهر کسب کمال — شد توجه شاعری را هم نماید افتخار
گفت آن نظمی که اقلیم سخن را داد داد — سفت آن گوهر که شد مضامین شاهوار
حکمران طبعش الهی باد در ملک سخن — از وقارش هست جمله شاعران را افتخار
از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق — ناگه آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ هـ

ایضاً

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم — مسخر از پئے شاه سخن شده اقلیم
چه ملک مملکتے کاندران مطیع الامر — ستاده فوج مضامین جوق جوق ضخیم
همان بملک سخن آنکه کامران بودند — به پیش او بنهادند افسر و دیهیم

لوای فتح عرض ست پیشش روان
خزینهٔ گهر آبدار معنایش
ز فرط شوق چو پرسیدمش چه دارد نام
ستاده شو ز ادب نام نامیش نخست
بخلق نام گرامیش رای کشن کمار
چه قسمتش که مقدر با و قسم بخورد
چه لائقی که لیاقت چو مهر و مه روشن
پئی سخاوت او حاضر اند از هر سو
مقرر از پئی آنها ست شربت دینار
ذکاوت و هنرش راغنی کند اوراک
اگرچه لا تحجر است هر جزئی لیکن
همیشه منتجم زوال از حضور پیشش چو طفل
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید
نمود جمع همه منشی نول کشور
حقیقت اینکه خدا ایش ز خوبی اقبال
محمد مدان گل معروف شکل گلدسته
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان

همه صنائع و اوزان بزم ارست زعیم
چو موج موج شمارد کسی نه دُر یتیم
بگفت زود زبان شو بگو ثر و تسنیم
ز گوش دل بشنو می کنم ترا تعلیم
بخلق نیست نظیرش کسی و نیست سهیم
نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
ز بحر گوهر و لعل از جبال از کان سیم
ز درد مفلسی پیشش اگر روند سقیم
اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم
ز عقل چو سپهر جزو و را کند تقسیم
تمام زور چه اینش همچو گاو شمیم
بگفت خوب غزلها که مثل اوست کلیم
ز رسم و ز راه که دارند از خلوص قدیم
عطا نمود چنین از خلوص دوست صمیم
نمود است تا برسد در جهان نسیم و شمیم
اگر تا رسد بجهان زین کلام فیض عمیم

قلق جو از پئے تاریخ سال فکر نمود		سروش گفت نکو آمدہ بباغ نسیم

شاعر شیریں زبان رنگین مقال حکیم ضامن علیصاحب جلال لکھنوی ملازم سرکار رامپور

ہمہ الفاظ خوش و جملہ معانی رنگین		چند اجلوۂ اشعار ادا خیز وقار
گفت تاریخ بفرمائش تسلیم جلال		گشت مطبوع چہ دیوان دل آویز وقار

شاعر عدیم المثال و عدیم النظیر منشی امیر علیصاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنی دارد		مشتاق نظارہ ہر سخن ور آمد
بنوشت امیر سال حسن طبعش		در قالب طبع مثل جان در آمد

شاعر عطارد نظیر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رامپور

واہ کیا دیوان نور افشاں چھپا ہی اندنون		جسکا ہر مصرع ہلال عید سے ہی ہمکنار
صفحہ صفحہ اس کا ہی رشک خیابان چمن		نظم رنگین دیکھکر پژمردہ ہین پھولونکے ہار
قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا		یون گہرافشان ہوا ہی خامۂ معجز نگار
قطعۂ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکھون		ضعف طبع و قحط فرصت گوہین دونون آشکار
سال ہجری وصف دیوان مین کہی ہین یہ منیر		جائے حسن و عشق بزم نور دیوان وقار

ایضاً

دیوان ہی وقار ہما یون خیال کا		یا موسم بہار نکات جدید ہے
تاریخ اسکی اور بھی ہاتھ آئی اے منیر		گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے

عاشق معشوق مزاج صورت زبان میر یار علیصاحب متخلص جان صاحب لکھنوی

ملازم سرکار والی رامپور

دھرا ہی رہتا ہی چھاتی پہ روز دیکھتی ہون | گلے کا کٹھرا ہی میرے وقار کا دیوان
عزیز کیون نہو اُجڑی کو اہی بی آبادی | چھپا ہوا ہی یہ اپنے دیار کا دیوان
دکھاؤن گی اُسے تاریخ آئیگا مرے پاس | قسم خدا کی جب آنا وقار کا دیوان ۱۲۹۱ھ

شاعر بزرگ نژاد سترگ نہاد میر بنیاد علی صاحب بنیاد ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صبا مرقومہ بالا

طرفہ بہار ہی دیوان وقار کا | ہے جس کے آگے رنگ حسینان اُڑا ہوا
جاے سخن نہین ہی سخن کے مذاق مین | شمشیر بے نیام ہے مضمون کھلا ہوا
مصرع ہر اک نگاہ مین پُتلا ہی سحر کا | شعرون مین شوخیون سے ہی جادو بھرا ہوا
نظم چمن بہار ہے بنیاد سال طبع | گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا ۱۲۹۱ھ

ازافکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضاً

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش | کلام وقار سخن گوے قادر
رقم کرد امداد تاریخ سالش | کہ مطبوع دلہا ست منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

شاعر ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص رامپوری شاگرد

چون کلام وقار نغز بیان | زینت طبع یافت و نیک انجام
گفت فرخ بسال طبع آن | حبذا دلکش و لطیف کلام ۱۲۹۱ھ

تراوش خامۂ گہربار برخوردار بنی منعم ریاضی د ان ملازم نواب صاحب شاگرد

بشد مطبوع با طرز دل آرا — چو دیوان وقار پاک بینی
رقم زد خامۀ منعم سن طبع — کلام شاعر سحر آفرینی

سمع بزم سخندانی محمد امین سوز سهسوانی شاگرد صبا ۱۲۹۱ھ

طبع گردید چو دیوان وقار خوش گو — بهرو از دست ولم شاه گفتار سلیس
سوز بهر گاه که تاریخ تمنا می کرد — طبع فرمود که گلدستۀ اشعار نفیس ۱۲۹۱ھ

سخن گوے اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سهسوانی شاگرد ایضاً

نظم وقار یه هی طرفه پری کا جوبن — صدقے هی بس یه شوخی قربان هی نزاکت
چھپ کر هوا جو دیوان گلدستۀ حسینان — لکھا نیاز نے یه هی مخزن فصاحت ۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتائج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص به تمکین

گشت چون مطبوع طبع جمله دیوان وقار — شادمان تمکین نمود سال طبعش جستجو
هاتف غیبی بگفتا بانگ مسرت شده داد — گلشن فیض از سر آب آمد و تاریخ او ۱۲۹۱ھ

ایضاً

طبع چو دیوان وقار این زمان — گشت خوشی در دل تمکین رسید
سال وے آمد ز لب عندلیب — تازه گل گلشن دولت دمید ۱۲۹۱ھ

ایضاً

شد مطبوع بلطف دیوان وقار — گشت سپهر ایں چه گشته انس عالم
گفت تمکین زمهر دولت تازش تاریخ — جا بجا گشت روان چشمه دریائے کرم ۱۲۹۱ھ

ایضاً

ایضاً

دیوان وقار گشت مطبوع — خوش شنو و زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ — ہاتف بسر اثر بلاغت
برخواند ز روے علم و دانش — نو بر شدہ میوۂ فصاحت
۱۲۸۱ھ

ایضاً

چو دیوان وقار از لطف بیحد — شدہ مطبوع ہر پیر و جوانے
پئے تاریخ با صد شادمانی — ہمی گوید سروش نکتہ دانے
ز روے جنت و پاے نعیمش — شگفتہ شد بہار گلستانے

از نتائج افکار منشی شادی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان والا چون در آوان نکو — گشت نام آور وقار خوش بیان در چار سو
از پئے سالش دم فکر از چمن ہاتف بگفت — ہر سخنور مید ہد داد کلام او بگو
۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

گشت چون با صد لطافت در اودھ اخبار طبع — شد ہویدا از کلامش شوکت شان وقار
سالش از روے زر گل ای چمن کردم رقم — سیر کے گردد کسے از سیر دیوان وقار
۱۲۸۱ف

ایضاً

آن کلامے کان ز بس مطبوع اہل ہوش ہست — شہرۂ طبعش چو گشتہ در جوانب جابجا
بہر سالش از سر اوج اے چمن کردم رقم — ہر غزل فائق ز ہر دیوان نامی دائما
۶۱۸۷۴

ایضاً

بر آئی آرزوئے دل اگر نہین کوئی	دیا کسی نے نہین مژدہ گر نیا ہی آج
تو کیون چمن نے لکھا بہر سمت از سر جشن	کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

تاریخ از نتائج افکار منشی انندروپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب راے بر من کشن صاحب بہادر والد جناب مصنف صاحب انریری مجسٹریٹ رئیس مراد آباد دام اقبالہ

ہوا ہی طبع دیوان وقار ذی ہمم جب سے	لبان شاعران پر مدح اُس کی غائبانہ ہی
سن فصلی لکھ اے کلک صفا یون از سر ابہمت	کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی کھیم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب ۱۲۸۱ فصلی

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو	حد سے زیادہ شہرت نام وقار ہی
اے ضبط سال طبع لکھو یون از روے طبع	دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہی

۱۲۸۱ ھ

تاریخ از نتائج افکار منشی پنیم راے صاحب شکر پیشکار جناب راے صاحب موصوف

جس سخنور نے زمان طبع دیکھا یہ کہا	ہی عیان طرز کلام پاک سے شان وقار
لکھ سن فصلی ز روے ادج یون اے کلک شکر	اور دیوانون سے ہان بڑھکر ہی دیوان وقار

۱۲۸۱ فصلی

تمت

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے ہوئی تھین لہذا آخر مین تحریر ہوئین

وہ کھڑے تیغ بکف سر پر ہین	ہم بھی حاضر ہین جھکائے سر ہین

مسی مالیدہ لبون مین دندان
کم ہی کیا مانع پرواز قفس
آیئے کیجے قیامت برپا
پڑ گیا نام خدا عشق بتان
نہین بیوجہ ہی سر کو دوران
نہین ہین چشم خمار ین اُنکی
یان بھی ہی جوش جنون فصل بہار
سر شوریدہ کا ہووے جو علاج

شب تاریک ہین اور اختر ہین
کیون یہ صیاد نے کترے پر ہین
قبر مین چاہتے اک ٹھوکر ہین
تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین
وحشت کے یاد سبق مجھے ہکر ہین
میکشوں کے یہ سبو و ساغر ہین
نوک مژگان جو ترے نشتر ہین
دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اُن سے نہووین گے وفا
وہ جو سرکش ہین تو ہم خود سر ہین

اسیر دام گیسوے رسا ہین
زبان رکھتے ہین لیکن بیزبان ہین
بُرائی کے بھی قابل کیا بھلا ہین
عبث ہی حضرت عیسیٰ کی تدبیر
لب جان بخش کا ہمکو بھی بوسہ
گدائے حسن آئین شاہ ہوجائین
گدائے حسن ہین گواے شہ حسن

سیہ قسمت گرفتار بلا ہین
جو باتین آپ کی ہین سب بجا ہین
تبو ہم بھی تو مخلوق خدا ہین
یہ سب درد محبت لا دوا ہین
نہین کیا قابل دار الشفا ہین
ولیکن عاشقون مین بادشا ہین
سپہر حسن کے ہم بھی ہما ہین

کہین طول شب ہجران کا کیا حال | درازی پر وہان زلف رسا ہین
نہین ہین چھوٹتے جو خار صحرا | کف پا بھی ہمارے کہربا ہین
چراتا ہے کف رنگین کے بوسے | تری یہ شوخیان وزد حنا ہین

وقار اتنی بھلا یہ گرم جوشی
ذرا سمجھو یہ بت سب بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اسکے سر اثر گیسو | میرے ماتم مین وہ کھولے رہا اکثر گیسو
روز شادی و شب غم ہے ازل سے باہم | ای صنم چاہیے عارض کے برابر گیسو
کوچۂ موج مین لہرانے لگے مار سیاہ | دھوے دریا پہ جو اس شوخ نے جاکر گیسو
رکھا باہر نہ کبھی خانۂ زنجیر سے پانون | جب سے دیکھے ہین ترے او پری پیکر گیسو
جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پر سنبل | یون ہین اس عارض رنگین پہ معنبر گیسو
سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل | کون کہتا ہی کہ ہین یار کے منھ پر گیسو
لوگ کہتے ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی | دیکھکر یار تری زلف کے اوپر گیسو
خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی | رتبہ تفسیر کا رکھتے ہین مقرر گیسو
ایک قسمت نہ کی قسام ازل نے دو کی | ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو
دیکھکر یار سمٹنے لگے لٹ دھاری سانپ | ہون دوپٹہ سے جو بکھرے ہوے باہر گیسو

کیا لکھون وصف مین اس حور کے گیسو وقار | سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

اور معشوقون کے بھی دیکھے ہین اکثر گیسو — نہین تیرے سے مگر یار معنبر گیسو
ہم سے منظور نہین آپ کو روپوشی گر — کس لیے چھوڑ نہین فرمائیے رخ پر گیسو
جب بندھا ہی شب فرقت مین تصور انکا — بن گئے میرے ڈرانے کو ہین اژدر گیسو
ہے تری زلف کا سودا مجھے قاتل مت پوچھ — یاد آجائین عجب کیا تہ خنجر گیسو
کرکے غسل آپ جھٹکتے تو ہین اے جان جہان — کوئی آسیب نہ پہونچائین کمر پر گیسو
طول مین زلف حسینان سے ہین گر بڑھکے تو ہون — شام ہجران سے ہمارے نہین بڑھکر گیسو
کیجیے شانہ نہین آپ کو گر آشنا دماغ — کہین ہوجائین پریشان نہ سراسر گیسو
رہتا دن بھر ہی تصور رخ روشن کا مجھے — رہتے ہین پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

خلق ہین وہ وقار انکا جنھین ہی سودا
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

خاتمۂ طبع چکیدۂ خامۂ گوہر بار منشی غلام محمد خان بخش سابق ایڈیٹر اودھ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑھایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی نظم

گلدستۂ رنگ و بوے صد گلزار — گوہر آبروے سبع بحار
چہ کلامے کہ ہست جان سخن — دفتر معنی و بیان سخن
بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست — یا کتاب فسانۂ عشق ست
پیش ہر مصرع ست بے معنی — نالۂ عندلیب زار اعنی
گلشن از رشک شوخی مضمون — مے خورد در دل و جگر صد خون

بارک اللہ چہ طرز دیوان ست		اللہ اللہ چہ این سخندان ست

کیون نہو آخر کس کے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے عمق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر لاثانی جناب منشی محمد انور حسین صاحب تسلیم سہسوانی جن کا نام نامی ہندوستان مین شمع انجمن کی طرح ممتاز ہے سخن کو اُن کی ذات سے فروغ اور معنی کو سو طرح کا ناز ہی یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب رائے کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہی طرفہ بہار سخن کا ثمرہ عجیب دلچسپ و دلاویز بیان ہی کہ جان سخن ہزار جان سے اُس پر قربان ہی واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ زمین شعر مین وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اُڑائے ہین تازہ تازہ مضامین نے غنچۂ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہی چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہی باوجودیکہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہی کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح نہ داد دیجیے ہر شعر لطافت بیز پہ کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس زیبا ہی ہر شعر شاہد رعنا ہی یہ نو عروسان گلستان سخن ہر رنگ و لباس اور زیبائش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرایش کے ساتھ عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے دلہائے صافی ان کے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

ایسا پھولا پھلا ہی کہ ایک عالم اس پر شیدا ہی یہ نگار رشک بہار ہمین کیون
نہ مرغوب دل ہو جبکہ کُلِّ جدیدٍ لذیذٌ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران
نازک خیال و زبان آوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین موزونی طبع و
جودت اس کے معنی ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ
کلام عکس کمال کا دم ساز ہی طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے
سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جس کو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان
پر وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب والا مناقب بلند اقتدار یعنی جناب
منشی **نول کشور** صاحب مالک اودھ اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و
آفرین ہی کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسے ہی
عمدہ اور خوش خط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگار معنی کو یک قلم
دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے اس مطبع
کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ نجات خلف منشی رام سروپ صاحب
مالک و مہتمم مطبع دلکشا واقع فتح گڈھ شاگرد حضرت نادر

جو ہین راے صاحب مکرم مرے — فصیح و سخن گوے و شیرین کلام
رئیس و شریف و امیر کبیر — خردمند و ذیجاہ و عالی مقام
بعون خداے جلیل اندنون — ہوا اُن کا دیوان چھپ کر تمام

پے سال تاریخ مین نے نجات — لکھا دفتر عشق ہے لاکلام

۱۲۹۱ھ

چکیدۂ خامۂ ویر خیر عطار ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب متوسل مطبع اودھ اخبار

عجب بے مثل دیوان وقارست — کہ نامد در نظر ہرگز مثالش
پے تاریخ ہجری گفت عاقل — بہا مرغوب دل تاریخ سالش

۱۲۹۱ھ

ایضاً

عجب دلچسپ دیوان وقارست — کہ پیدا ہست زو شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل — بود نظم عجیب ویژ فصاحت

۱۸۷۴ع

ایضاً

خوب شایع گشت دیوان وقار — گو نیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پے تاریخ سال — دلکشا مضمون مکارم نظم گشت

۱۲۹۱

قطعہ تاریخ از فخر شعرائے سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن — مضامین سحر آفرین ہین رقم
لکھا مصرعۂ سال اشرف یہی — بیان سخندان ابر کرم

۱۲۹۱

از نتائج طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرور کا — کہ جس کا مرتبہ شعری سے بھی اعلیٰ ہی رفیع…
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین — مسجع ہی مقفیٰ ہی مسجع ہی
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہم سے — جو مطلع ہے وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہے

عدو جلتے ہیں جس دم دیکھتے ہیں گرم مضمونکو — سراپا برق برجستہ ہی جو برجستہ مصرع ہی
نظر کیا خاک آئے حاسدِ بیں کو حسن اُنکا — عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہی
پئے تاریخ ای تسلیم کچھ دل کو خیال آیا — کہ یہ بھی مقتضاے فکر طبع اہلِ مطبع ہی
لکھا مصرع یہ بہر سال میرے کلک رنگین نے — چھپا دیوان باتصویر کا کوئی مرقع ہی ۱۲۹۱

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اس کا ہی شور و فغان — یہ دیوان ہی یا قصۂ عندلیب
سُنی جس کسی نے کہ اس کی غزل — کہا اُس نے ہی کلمۂ عندلیب
سن اس کے جو منصور پوچھے کوئی — تو کہدے یہ ہی نغمۂ عندلیب ۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آراے دولت نامور — طرفہ دیوانش کہ گلستان سخن
بلبلم در گلشن تاریخ آن — نغمہ زن زیبا گلستان سخن ۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص باوقار آمد کہ او — کاروبار او بآئین وقار
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد — سال آن دلجو مضامین وقار ۱۲۹۱ھ

ایضاً

زہے آن صاحب دیوان دولت — چہ دیوانش کہ شد موزون بانداز
سن تاریخ آن منصور گفتا — کہ بہ دیوان پری مضمون بانداز ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ

گلشن آرای بہار عز و شان		سوز دیوانش چراغ افروز دل...
غنچۂ تاریخ آن گل می کنند		نغمۂ بلبل زہے ۱۲۹۱ھ با سوز دل...
زہے دیوان آن صاحب تجمل	ایضاً	گز و فصل بہاری سے کند گ...
کند تحریر ہمچون بلبل من		سنین آن ز معنی غنچہ و گ... ۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زہے دیوان کہ رنگ افروز الفت		بہار جان گداز بہیا ب...
سن تاریخ آن در حرف منقوط		ریاض عشق از بہا ب... ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ در صنعت کہ بیک مصرع دو تاریخ بحرف نقط و بے نقط د...

وہ چہ دیوان کہ از جان شد پر نوائش		گوہر معنی دے ہے چون گوہر غلطان ب...
در حروف مہمل و معجم بیک مصرع دو سال		گو ہمہ تحریر و تقریر شکر ریزان ب...

ایضاً قطعہ تاریخ در صنعت

طرفہ این دیوان آن نامی کلیم		ہمچو او نامی و بے خامی ک...
در صغیر و در وسیط و در کبیر		سال آن موزون بیان نا... ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ یہ دیوان لطف بنیان بہ سرپرستی رائے بہادر جناب منشی پراگ ن...
صاحب مالک مطبع بماہ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱...
مطبع منشی نول کشور مین طبع ہوا

بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجۂ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

[illegible] یعنی دیوان شاعر شیریں زبان [illegible] مسمّی بہ

اشعار بہارستان

۱۹۰۳ء

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طرز مقبول چھاپا ہوا

مثنوی در صفت کشمیر

اطلاع } اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی معلول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائق اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و مثنویات و دواوین وغیرہ نظم و نثر اُردو مین درج ہین تاکہ جس فن کی ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
کلیات و دواوین		دیوان شاہ تراب
		کلیات نظیر اکبرآبادی
کلیات ظفر ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	[illegible]	زندگانی بینظیر یعنی سوانحعمری میان نظیر
انتخاب کلیات ظفر	۶ر	دیوان وقار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار
کلیات مومن	۹ر۳ پائی	بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار
دیوان ناسخ	۱۲ر۶ پائی	کلیاب نظیر اکبرآبادی کلان از شہباز
کلیات آتش	۸ر	کلیات صفدر
کلیات نعتیہ مجید	عہ ر	کلیات وہبی کاغذ دو قسم
کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲ر	(۱) کاغذ سفید چکنا
کلیات میر تقی میر	[illegible]	(۲) کاغذ سفید رسمی
کلیات سودا	[illegible]	دیوان غافل
کلیات انشا اللہ خان	عہ ر	دیوان ذوق۔
کلیات نساخ مین سے حسب ذیل رسائل موجود ہین جو علٰحدہ بھی فروخت ہوتے ہین۔		دیوان فدا جلد ثانی
		دیوان داغ
شاہد عشرت	۶ پائی	گلزار داغ
سخن شعرا	۱۵ر	آفتاب داغ
زبان ریختہ	۶ پائی	دیوان رند
... منتخب	۳/۲ پائی	دیوان غالب
صاحب ...	۹/۹ پائی	دیوان مرغوب جہان
	[illegible]	دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب۔

مطبع ...

نام کتاب	قیمت
دیوان خواجہ میر درد	۲ر
دیوان بہار عرب	۱ر۶ پا
بہارستان سخن	۳ر۷ پا
دیوان لطف	۲ر
دیوان نیاز	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ	۴ر
دیوان نعت سروری	۳ر۴ پا
دیوان جرار	۹ر۳ پا
دیوان عاشق	۲ر
دیوان ضامن	۹ر۲ پا
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۳ر۶ پا
دیوان شائستہ پاسخ	۸ر
دیوان احمد ایزدی	۳ر
دیوان چمنستان جوش	۷ر
دیوان سخنتاو	۶ر۴ پا
مجمع الاشعار	۶ر۴ پا
چمن بے نظیر	۶ر۱۱ پا
دیوان گویا کاغذ سفید وخاکی	۹ر۳ پا
گلدستۂ امانت	۱ر
دیوان حیرت	۷ر
نوشتۂ آخرت	۸ر
دیوان سخن دہلوی جلی قلم - دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید گندہ	عہ ر پ
(۲) کاغذ سفید رسمی	۹ر پ
دیوان سکینی جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق	۲ر

نام کتاب	قیمت
دیوان شہیدی	۳ر۲ پا
گلدستۂ حفیظ اللہ خان	عہ ر
ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ مولوی ابوالحسن	۶ر
عجیب غریب شرح قصائد عرفی	۱۳ر۳ پا
دیوان سحر سامری حصہ اول و دوم یکجائی	۵ر
دیوان نعتیہ	۳ر
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸ر پ
شرح قصائد بدر چاچ بزبان اردو	۱۴ر پ
دیوان مناقب خیر البشر	۱ر۹ پا
ذو لسانین مجمع البحرین فارسی و اردو قصائد	عہ ر

مثنویات

نام کتاب	قیمت
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ مثنوی غنیمت	۲ر۲ پا
مثنوی موجۂ غم - مع مثنوی نالۂ حزین	۹ پا
مثنوی یوسف زلیخا منظوم - از منشی نند کشور	۲ر۶ پا
ترجمان عصمت	۱ر۶ پا
مثنوی زر جعفری	۳ر
مثنوی زینت انجمن	۱ر۶ پا
مثنوی سعدین	۱ر
مثنوی دلآویز	۱ر
مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ	۱ر
مثنوی حیرت افزا	۱ر
مثنوی طلسم جہان	۴ر
مخمس کریما	۶ پا
مثنوی در صفت کشمیر	۱ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
مثنوی دریائے عشق	۲/	واسوخت ناظم
مثنوی بلبہ حیرت	۹ پائی	واسوخت ہلال
مثنوی حور جنان	۱۲/ بلا اضافہ	واسوخت لاہوری
مثنوی گلدستۂ معنی	۱/۶ پائی	واسوخت اسیر
مسدس کریما	۶ پائی	واسوخت شمیم
اندرسبھا امانت و مداری لال باتصویر	۱/۶ پائی	واسوخت نوائی
بارہ ماسہ سندر کلی	۶ پائی	واسوخت ہمت
مثنوی گلزار نسیم	۱/	واسوخت فغان حیدر
مثنوی میرحسن دہلوی۔	۱/۹ پائی	واسوخت ثانی نمک
مثنوی یوسف زلیخا۔ از استاد فگار	۲/۶ پائی	واسوخت حکیم
شرح یوسف زلیخاے جامی	/۸	واسوخت مہر
مثنوی دفتر سحر	۸/ب	واسوخت صفیر
مثنوی گلشن عشق	۶ پائی	واسوخت جذب
نوید پنجتن	۱/ب	واسوخت قلق
منظوم دل آرام	۴/ب	واسوخت عیش
مثنوی مخزن تدابیر	/۱۰	واسوخت عقیل
مثنوی لالہ رخ یعنی جذبات نادر کاغذ سفید گنہ	/۱۲	واسوخت فائض
ایضاً کاغذ رسمی	/۸	واسوخت یادگار
واسوخت		واسوخت مظہر
		واسوخت میر
اجل نامہ	۶ پائی	واسوخت ہلال
واسوخت خرد امانت	۱/	واسوخت نور
واسوخت بحر	۹ پائی	واسوخت نثار
واسوخت نظام رعنا	/۲	واسوخت مجرم
نغمۂ ہزار	۴/ب	واسوخت افسون سحر